www.KitaboSunnat.com

بدعت کیا ہے؟

اک شجر بے ثمر خاردار.... احکام، پہچان، علامتیں، ازالہ شبہات و مضرات

تالیف:
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
اردو قالب:
فضیلۃ الاستاذ عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

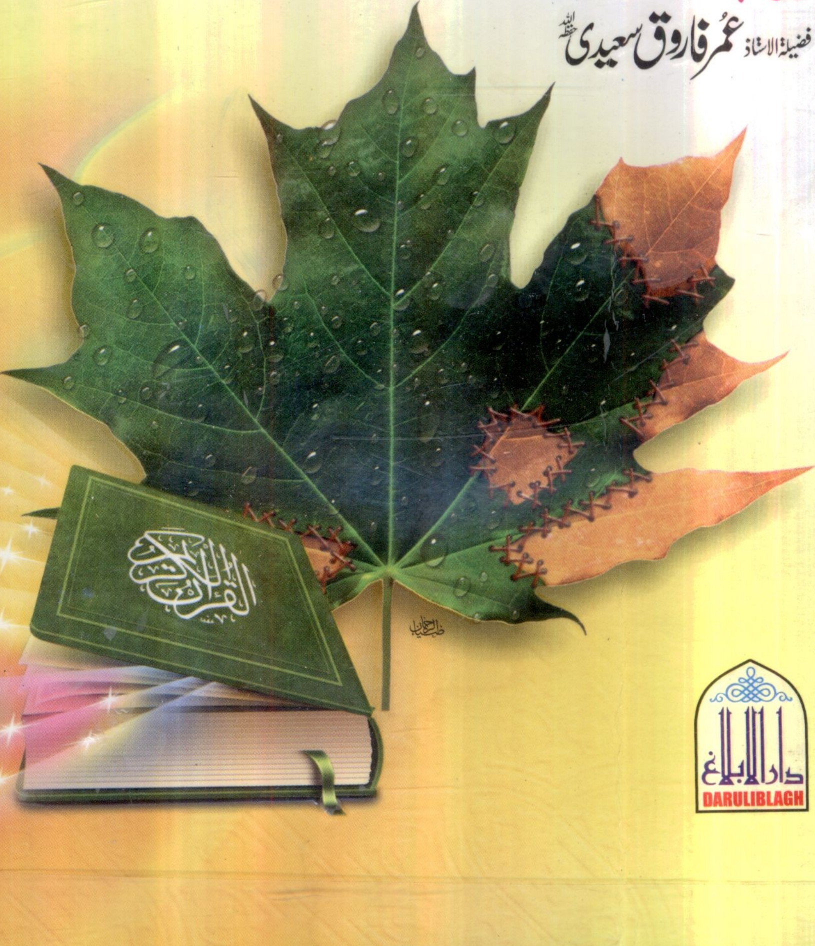

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بدعت کیا ہے؟

اک شجر بے ثمر خاردار.... احکام، پہچان، علامتیں، ازالہ شبہات و مضرات

تالیف:
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین

اردو قالب:
فضیلۃ الاستاذ عمر فاروق سعیدی

www.KitaboSunnat.com

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
فون: 0300- 4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

بدعت کیا ہے؟

تالیف .... محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

اردو قالب .... فضیلۃ الاستاذ عمر فاروق سعیدی رحمہ اللہ

اشاعت اول .... دسمبر 2013ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

- لاہور۔ البلاغ (جیل روڈ 35717842 گلبرگ 35717842 ماڈل ٹاؤن 35942233)
- راولپنڈی۔ تجلیات طیبہ کشمیری بازار 5535168 دارالفکر اسلامی 0321-5216287 مکتبہ عائشہ 0321-5075075
- اسلام آباد۔ المسعود اسلامک کس 2261356 البلاغ 2281420 دارالسلام شوروم 0321-5370378
الہدیٰ انٹرنیشنل 4434615, 0321-8014008
- کراچی۔ فضلی سنز 32212991 علمی کتب خانہ 32628939
- فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 0300-6628021
- پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔
- واہ کینٹ: البلاغ 051-4541148

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0300-4453358, 042-37361428

ضروری نوٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انسانی بساط و طاقت کے مطابق ہم نے اس کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ خاص طور پر عربی عبارات میں تصحیح اغلاط میں پوری طرح احتیاط کی ہے۔ لیکن پھر بھی بشری تقاضے کے تحت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو از راہِ کرم مطلع فرمائیں۔
آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے گا۔ ان شاءاللہ (ادارہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

❀ جب ''نیکی'' جرم بن جاتی ہے ---------- 5

فصل اوّل:......تعریف صرف ایک اللہ کی

❀ ہر چیز واضح کر دی ---------- 6

❀ میں قربان اے آدابِ اسلام! ---------- 8

❀ اسلام زندگی کے ہر پہلو پر محیط ---------- 10

❀ ایک سوال اور اس کا جواب ---------- 11

❀ شریعت میں اضافہ......کیوں......؟ ---------- 14

❀ محبت کا قائل و فاعل کون......؟ ---------- 16

❀ ایک شبہ کا ازالہ ---------- 18

❀ ایک اور شبہ کا ازالہ ---------- 22

❀ اہل بدعت کی ایک اور دلیل......تارِ عنکبوت ---------- 23

❀ ایک اور جواب ---------- 24

❀ تیسرا جواب ---------- 25

❀ چھ سنہرے اسلامی اصول ---------- 25

❀ بدعات کے رسیا ---------- 28

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ہماری عرض گزاری ---------- 29

فصل دوم...... شرحِ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

❀ معانی مفردات ---------- 32
❀ کسوٹی اور معیار کیا ہے؟ ---------- 32
❀ دین دلیل سے ---------- 34
❀ کرنے سے پہلے پوچھ لیجیے! ---------- 35
❀ سنت گئی اور بدعت آ گئی ---------- 37
❀ بطور مثال ---------- 39
❀ شب قدر اور مروجہ بدعات ---------- 42
❀ دعا کی قبولیت کے اسباب ---------- 43
❀ حرام خوری اور دعا ---------- 44

فصل سوم...... سوالات وفتاویٰ

❀ بدعتیوں کے ساتھ کس طرح کا میل جول رکھیں؟ قطع تعلقی کیسی ہے؟ ---------- 47
❀ عید میلاد النبی منانے کا کیا حکم ہے؟ ---------- 48
❀ بدعتی صوفیوں کے ورد وظیفوں کا کیا حکم ہے؟ ---------- 51

❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ''نیکی'' جرم بن جاتی ہے

اگر کوئی انسان راستے میں اس نیت سے کنواں کھدوا دے کہ آتے جاتے راہی خود بھی پانی پییں گے اور اپنی سواریوں کو بھی پانی پلائیں گے اور یوں مجھے ثواب ہوگا۔مگر اس کو گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے جیل خانہ میں قید کر دیا جائے۔الزام یہ لگایا جائے کہ تم نے راستے میں گڑھا کھدوا کر راہ چلتے مسافروں کی جان لینے اور ان کو ناحق ہلاک کرنے کی پلاننگ کی ہے۔تو اس مخیّر انسان کو کس قدر تکلیف ہوگی اور ذہنی صدمہ سہنا پڑے گا، کہ اس کی ستائش وحوصلہ افزائی وعزت افزائی کرنے کی بجائے اس کو سارے زمانے کے سامنے ذلیل ورسوا کر کے جیل میں پھینک دیا گیا۔ایسے ہی قیامت کے دن بدعتی شخص کے ساتھ ہوگا۔کیونکہ وہ ایسے ایسے نیک کام سمجھ کر اسلام مخالف طریقے اختیار کرتا ہے کہ جن کو نہ تو نبی ﷺ نے اپنایا اور نہ آپ کے صحابہ نے، بلکہ ایسے امور کو اپنانے سے سختی سے منع فرمایا۔یہ بدعتی اپنی طرف سے جو نئے کام (بدعات) دین میں شامل کرتا ہے۔وہ بظاہر انہیں نیکی سمجھ کر ہی کرتا ہے لیکن چونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہوتیں کہ کبھی نبی ﷺ نے بھی اس کام کو نیکی سمجھ کر خود کیا ہو یا صحابہ کو حکم دیا ہو یا صحابہ نے آپ کے سامنے کیا ہو۔

کنواں کھدوانے والے شخص کی مانند اس شخص کو دین کا حلیہ بگاڑنے اور دین میں ثواب کے نام پر نیا کام ایجاد کر کے اسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین ایجاد کرنے کے جرم میں قیامت کے دن فرشتے گرفتار کر کے جہنم میں جھونک دیں گے۔آج بعض لوگوں نے دین اسلام میں بظاہر ایسے ایسے پرکشش اور مبالغہ آمیز خود ساختہ فضائل وثوابات پر مبنی طریقے ایجاد کر دیے ہیں کہ جن کو دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔مگر دین کا علم نہ رکھنے والے عوام ان کو دین اسلام کا حصہ ہی سمجھے ہوئے ہیں اور ان کو انجام دے کر بہت بڑے اجر وثواب کی امید لگائے ہوئے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ان کا نبی اکرم ﷺ کے طریقے سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہ بدعت میں شمار ہوتے ہیں۔عوام نہیں جانتی کہ بدعت کیا ہے؟ اس کا نقصان کیا ہے اور ہم نے اس کی پہچان کیسے کرنی ہے اور اس سے اپنے ایمان کو بچانا کیسے ہے؟ اس مسئلہ میں ہمیں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے حکومت سعودی عرب کے بہت بڑے سکالر فضیلۃ الشیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ نے یہ مختصر مگر جامع کتابچہ لکھا اور پاکستان میں دارالابلاغ کے پلیٹ فارم سے پہلی بار اسے استاذ الاساتذہ جناب عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ نے اپنی تعلیقات وحواشی کے ساتھ اردو قالب میں ڈھالا، تاکہ لوگوں کو حق وباطل میں پہچان کرنے میں آسانی ہو۔تحقیق وتخریج امان اللہ عاصم اور تسہیل وتزئین بھائی حافظ تنویر الاسلام نے کر کے اس میں فراہم کی گئی مفید راہنمائی کو مزید گرانقدر بنا دیا ہے۔اللہ کریم سے دعا ہے کہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے کوشاں اپنے ان عاجز بندوں کی کاوشوں کو قبول کر کے دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران کرے۔آمین

والسلام

خادم کتاب وسنت
محمد طاہر نقاش
۴ دسمبر ۲۰۱۳ء لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اول:

تعریف صرف ایک اللہ کی

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے، اسی سے مدد طلب کرتے اور اپنے گناہوں کی پردہ پوشی چاہتے ہیں۔ ہماری تمام تر توجہ اور رجوع اسی کی طرف ہے۔ ہم اپنے اعمال کی نحوستوں اور اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جسے وہ راہِ راست پہ لے آئے اسے کوئی بہکا نہیں سکتا، اور جسے وہ بھٹکا دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

میں گواہی دیتا اور اعلان کرتا ہوں کہ ایک اللہ کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیّدنا محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جن کو اللہ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ رسالت کا پیغام خلق خدا تک پہنچایا، اللہ کی امانت ادا فرمائی، امت کی خیر خواہی میں انتہا کر دی، اور اس کی راہ میں جہاد کرتے رہے جیسے کہ اس کا حق تھا، یہاں تک کہ آپ کا وقت واپسیں آ پہنچا۔ آپ نے اپنی امت کو ایک واضح اور کھلی صاف شاہراہ (قرآن وسنت) پر چھوڑا کہ اس کی رات بھی روشن دن کی مانند ہے، اس سے کوئی قسمت کا مارا ہی بھٹک سکتا ہے۔

ہر چیز واضح کر دی:

آپ ﷺ نے اپنی دعوت اور اپنے پیغام میں ہر اس چیز کی وضاحت فرما دی ہے جس کی امت کو ضرورت ہو سکتی تھی۔ سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ [1] کہتے ہیں:

[1] سیّدنا ابو ذر، جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ، قبیلہ بنو غفار سے تعلق رکھتے ہیں۔ قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ چار اشخاص کے بعد اسلام لائے تھے۔ آپ کے قبول اسلام کا واقعہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ طَائِرًا يَقْلِبُ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا.)) ❶

''نبی ﷺ نے تو آسمان میں پھڑ پھڑانے والے اس پرندے کا ذکر بھی نہیں چھوڑا، جس میں ہمارے لیے کوئی علم کی بات ہو سکتی تھی۔''

ایک بار مشرکین میں سے کسی نے جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ❷ سے اپنی جان میں ایک بڑا مذاق کیا کہ:

((قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ.))

''تمہارا نبی عجیب نبی ہے جو تمہیں بول و براز کرنے تک کا طریقہ سمجھاتا ہے!؟''

(گزشتہ صفحہ حاشیہ) صحیح احادیث میں بڑا عجیب اور عبرت آموز ہے۔ آپ قبول اسلام کے بعد اپنی قوم میں گئے، تو اپنی قوم کے بتوں کا خوب مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تازیست رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے۔ کچھ احادیث میں آپ کی مدح یوں بیان ہوئی ہے کہ ابوذر میری امت میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے زہد پر ہیں۔ آپ کی وفات سن اکتیس (۳۱) ہجری میں مدینہ منورہ کے قریب ربذہ مقام پر ہوئی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

❶ تفسير الطبرى: ۱۱/ ۳۴۸،بتحقيق: احمد محمد شاكر،مطبوعة مؤسسة الرسالة بيروت۔ تفسير ابن كثير، بتحقيق سامى بن محمد سلامة: ۳/ ۲۵۵.

❷ سیّدنا سلمان الفارسی ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انھیں سلمان الخیر کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ اصلاً ایران کے علاقہ رامہرمز سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ میں جستجوئے حق اور اتباع حق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آبائی دین تو مجوسیت تھا۔ مگر نوعمری ہی میں عیسائیت قبول کر لی اور تلاشِ حق کی خاطر گھر سے نکل بھاگے۔ مدتوں عیسائی رہے اور طلب حق اور اہل حق کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے۔ حتیٰ کہ غلام بنا لیے گئے اور یثرب (مدینہ) میں بنو قریظہ کے ہاں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ کی داستان حیات بڑی عجیب اور عبرت آموز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں خریدنا چاہا تو یہودیوں نے ان کی بڑی بھاری قیمت لگائی یعنی چالیس اوقیہ چاندی اور تین سو (۳۰۰) کھجور کے پودے لگائیں، جب وہ لگ جائیں اور پھلدار ہو جائیں تب آزادی ملے گی۔ چنانچہ انصاریوں نے وہ کھجوریں مہیا کر دیں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لگائیں، جو پہلے ہی سال ثمر آور ہو گئیں۔ غزوہ خندق میں آپ ہی کے مشورے سے خندق کھودی گئی تھی۔ ان سے جب ان کا تعارف پوچھا جاتا تو کہا کرتے تھے: میں سلمان بن اسلام ہوں جو بنی آدم سے ہے۔ مدینہ میں رہتے ہوئے چٹائیاں بُننے کا فن سیکھا (بقیہ اگلے صفحے پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو انہوں نے فرمایا: ہاں ہاں (اس میں تمہارے مذاق یا ہماری خفت کی کون سی بات ہے؟) آپ نے ہمیں فرمایا ہے: ''قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ نہ کیا کرو، طہارت کے لیے تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کرو۔ استنجا کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ استعمال نہ کرو اور اسی طرح گوبر، لید اور ہڈی سے استنجاء نہ کیا کرو۔'' ❶

میں قربان اے آدابِ اسلام:

قارئین کرام! آپ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کے تمام ہی اصول وفروع بیان کر دیے ہیں۔ توحید اور اس کی تمام انواع واضح بیان کر دی ہیں۔ مجلس میں آنے کے آداب اور کسی دوسرے کے گھر میں جانے تک کے لیے اجازت (اِذن) کی تعلیم دی ہے۔ آدابِ مجلس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ﴾ (المجادلة: ٥٨/ ١١)

''اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو، اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا۔''

اگر دوسروں کے گھروں میں جانا ہو تو اس کے آداب کی بھی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَ

(گزشتہ صفحہ حاشیہ) اور آخر تک اسی سے گزر بسر کرتے رہے۔ بیت المال سے وظیفہ ملتا تھا مگر سارا ہی صدقہ کر دیتے اور کہتے: میں اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ فرمایا: ''سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔'' جناب کعب احبار رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: ''یہ تو علم وحکمت سے بھری شخصیت ہے۔'' رسول کریم ﷺ نے آپ کی جناب ابو الدرداء انصاری رضی اللہ عنہ سے مواخات قائم کی تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۳۵ ہجری میں مدائن میں آپ کی وفات ہوئی اور بڑی لمبی زندگی پائی تھی۔ رضی اللہ عنہ وأرضاه (الاستیعاب، طبقات ابن سعد)

❶ صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب الاستطابة، حديث: ٢٦٢ـ سنن ابی داود: كتاب الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حديث: ٧ .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾ (النور: ٢٤/ ٢٧-٢٨)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں ان کی اجازت لیے اور ان کو سلام کہے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے، شاید کہ تم یاد رکھو (نصیحت پاؤ)۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ، تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے، اس میں مت داخل ہو اور اگر کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو، کیونکہ یہ تمہارے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ جو بھی تم کرتے ہو، اسے خوب جانتا ہے۔''

آدابِ لباس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ﴾ (النور: ٢٤/ ٦٠)

''اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی، اگر وہ کپڑا اتار کر سر ننگا کر لیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں، بشرطیکہ اپنی زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔''

مزید دوسری جگہ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾﴾ (الاحزاب: ٣٣/ ٥٩)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (جب وہ باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں پر) چادر لٹکا (گھونگھٹ) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (اور امتیاز) ہوگا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید فرمایا:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾

(النور: ٢٤/ ٣١)

''(اور چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (ایسے طور پر زمین پر) نہ مارا کریں (کہ جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔''

گھروں میں آنے کے آداب کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾ (البقرة: ٢/ ١٨٩)

''اور نیکی اس بات میں نہیں کہ (احرام کی حالت میں) گھروں میں ان کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ۔ بلکہ نیکوکار وہ ہے جو پرہیز گار ہو۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو۔''

اسلام زندگی کے ہر پہلو پر محیط:

ان کے علاوہ بے شمار ایسی آیات ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ ہمارا دین اسلام انتہائی کامل واکمل اور زندگی کے تمام تر پہلوؤں کو محیط ہے۔ اس میں کسی قسم کے اضافے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ اس میں سے کچھ کم کر دیا جائے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا یہ وصف بیان فرمایا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ١٦/ ٨٩)

''اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے۔''

یعنی ہر وہ چیز اور مسئلہ جس کی بنی نوع انسان کو دنیا میں یا آخرت میں ضرورت ہو سکتی ہے، اسے اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں واضح فرمایا ہے۔ یا تو بالنص صریح الفاظ کے ساتھ یا ایماء اور اشارہ کے ساتھ یعنی کہیں طرزِ گفتگو منطوق ہے تو کہیں مفہوم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادران گرامی! خیال رہے کچھ لوگ مندرجہ ذیل آیت کریمہ:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝﴾

(الانعام: ٦/ ٣٨)

''اور زمین میں جو بھی چلنے والا (کوئی حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے، ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں، ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی۔ پھر یہ سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کیے جائیں گے۔''

یہ لوگ ترجمہ وتفسیر کرتے ہوئے اس میں ''الکتاب'' کا ترجمہ ''قرآن کریم'' کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں ''الکتاب'' سے مراد ''لوح محفوظ'' ہے۔

اور یہاں سیاق عبارت نفی کے اسلوب میں ہے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ﴾ ''نہیں کمی چھوڑی ہم نے کتاب لکھنے میں۔'' جبکہ قرآن حکیم کی تعریف وتوصیف نفی کی بجائے اثبات میں اس سے بڑھ کر کہیں زیادہ بلیغ انداز میں فرمائی ہے یعنی:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ١٦/ ٨٩)

''اور ہم نے آپ پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے۔''

یہ مبارک الفاظ اوپر کے نفی والے الفاظ کے مقابلے میں زیادہ بلیغ اور واضح ترین ہیں۔

الغرض: ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾

میں ''الکتاب'' میں مراد لوح محفوظ ہے، قرآن مجید نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

سوال: ...... ممکن ہے کوئی کہنے والا کہے کہ بتایئے پانچ نمازوں کی تعداد قرآن میں کہاں ہے؟ ہر نماز میں کتنی رکعات ہیں، قرآن میں یہ کہاں ہے؟ تو پھر یہ بات کس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست ہوسکتی ہے (کہ قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے؟)۔

جواب: ......اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب میں ہمارے لیے صراحت سے فرما دیا اور فرض کر دیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فرامین قبول کریں اور آپ ﷺ جو رہنمائی دیں اسے ہی اختیار کریں۔

فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ٤/ ٨٠)

"جس نے رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

اور فرمایا:

﴿وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر: ٥٩/ ٧)

"اور رسول جو تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے باز رہو۔"

لہٰذا جو بات اور مسئلہ سنت سے ثابت ہے، قرآن کریم نے پہلے ہی اس کا اشارہ کر دیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت وحی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور اللہ نے اسے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے اور آپ نے اس کی تعلیم بھی دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (النساء: ٤/ ١١٣)

"اور اللہ نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اور حکمت (دانائی یعنی سنت)۔"

سو جو چیز سنت میں ہے وہ کتاب اللہ سے ہے اور کتاب اللہ میں سے ہے۔

برادرانِ محترم! جب یہ حقیقت ثابت شدہ ہے تو کیا بھلا رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے وقت دین کی کوئی ایسی بات باقی چھوڑ سکتے تھے جو اللہ کے قرب وتقرب کا باعث ہو اور وہ آپ نے بتائی نہ ہو نہ واضح کی ہو؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ آپ علیہ السلام نے دین پورے کا پورا واضح فرمایا ہے۔ یا تو اپنے فرمودات وفرامین سے، یا اپنے فعل وکردار سے یا اس کی تصدیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتوثیق سے۔

کسی جگہ آپ نے سوال کا جواب دیا، کہیں آپ کے سامنے کوئی بات ہوئی یا کام کیا گیا اور آپ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی (تو اس طرح اس کام کے درست اور صحیح ہونے کی تصدیق ہوگئی)۔

بعض اوقات ایسے بھی ہوا کہ اللہ عزوجل نے کہیں دور دراز کی بستی سے کسی اعرابی، بدوی، دیہاتی کو بھیج دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو، آپ سے دین کے مسائل دریافت کرے۔ ایسے مسائل جو آپ کی مجلس میں باقاعدہ بیٹھنے والے صحابہ کرام آپ سے نہیں پوچھ سکتے تھے، تو آپ اس دیہاتی کو بتاتے تھے اور حاضر باش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوشی محسوس کرتے تھے بلکہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش کوئی دیہاتی آئے اور آپ سے سوالات کرے تاکہ انہیں علمی فائدہ ہو۔

الغرض قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ٥/ ٣)

”میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کر لیا ہے۔“

واضح کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دین سے متعلق ضرورت کی کوئی چیز اور کوئی مسئلہ ادھورا نہیں چھوڑا ہے۔ نہ عبادت سے متعلق اور نہ معاملات سے۔ جب یہ ایک حقیقت ثابت شدہ حقیقت ہے تو اے مسلمان بھائی! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اللہ کے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرتا یا اس میں داخل کرتا ہے، اور اس کی نیت خواہ کس قدر عمدہ اور بہترین ہی کیوں نہ ہو، اس کا یہ کام ضلالت اور گمراہی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے دین کے لیے ایک بڑا طعنہ اور عیب ہے (کہ اس میں یہ مسئلہ اور یہ بات جو ضروری تھی، نہیں ہے)۔

اس طرح تو اللہ عزوجل کو جھٹلانا لازم آتا ہے کہ اس نے یہ کیسے کہہ دیا کہ میں نے آج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا......؟!

شریعت میں اضافہ...... کیوں......؟:

دین میں اضافہ کرنے والا بدعتی انسان خواہ اپنی زبان سے نہ بھی بولے مگر زبانِ حال سے تو وہ ضرور کہہ رہا ہوتا ہے کہ ''دین مکمل نہیں ہوا'' قربت وتقرب کے کچھ اعمال باقی رہ گئے ہیں جو اس شریعت میں ہونے چاہیں تھے مگر نہیں ہیں! (نعوذ باللہ)

اور بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہوگی کہ کوئی انسان توحید یعنی اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس، اس کے اسماء وصفات اور افعال واعمال میں اپنی طرف سے کوئی ایسی بات کہے اور پھر دعویٰ بھی کرے کہ میں اس طرح سے اپنے رب تعالیٰ کی تعظیم کر رہا ہوں اور اس کی تنزیہ کر رہا ہوں۔ حالانکہ وہ درحقیقت ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۲) ❶ کا مظہر بن رہا ہوتا ہے۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ آدمی رب العالمین کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے نہیں کہیں، ائمہ اسلام اور بزرگان دین نے بھی نہیں کہیں لیکن وہ ان کے کہنے کی جرأت کرے، اور جو ان (بدعتوں) کی مخالفت کرے، حق ودیانت کی بات کہے تو یہ اسے ممثّلہ اور مُشبّھہ ہونے کا طعنہ دیں۔ جو یقیناً بہت برے اور غلط القاب ہیں۔ ❷

اور اسی طرح آپ کو حیرت ہوگی اور تعجب ہوگا کہ کچھ لوگ اپنی طرف سے ہی باتیں بنا بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ ہم آپ کی تعظیم کرتے ہیں، اور جو ان کی تائید وموافقت نہ کرے،

---

❶ ''یعنی اور نہ بناؤ اللہ کے لیے (کوئی کسی قسم کا) شریک، ہمسر (مدمقابل)۔''

زِما برصوفی وملا سلامے
کہ پیغامِ خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں درحیرت انداخت
خدا و جبریل و مصطفیٰ را (اقبال)

❷ یعنی اللہ عزوجل کی صفات کو مخلوق کی مثل کہنے والے، یا انہیں تشبیہ دینے والے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں الزام دیتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ہیں، یہ آپ کی تعظیم اور آپ کا احترام نہیں کرتے۔

یہ لوگ بزعم خویش اپنے آپ کو تو اللہ کی تعظیم کرنے والا اور رسول اللہ ﷺ کا احترام کرنے والا باور کراتے ہیں حالانکہ یہ حضرات خود جب دین میں، اللہ کی شریعت میں آمیزش کرتے ہیں، اور ایسی چیزوں کی ملاوٹ کرتے ہیں جن کا دین سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا تو بلاشبہ یہ اللہ ورسول سے آگے بڑھنے والے بنتے ہیں۔

جیسا کہ فرمان مقدس ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ ﴾ (الحجرات: ٤٩/ ١)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

برادرانِ گرامی! میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں اور اللہ کی قسم دے کے پوچھتا ہوں اور چاہوں گا کہ تمہارا یہ جواب تمہارے اپنے دلوں کی آواز ہو، محض جذباتی بات نہ ہو، تمہارے دین کا تقاضا اور مطالبہ ہو، محض تقلید یا ہمنوائی نہ ہو۔

کیا یہ لوگ جو اللہ کی ذات اور اس کے اسماء وصفات میں نئی نئی اپچ لاتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت کے متعلق نئی نئی چیزیں ایجاد کرتے اور دین میں شامل کرتے ہیں، فی الواقع اللہ کی عظمت بجالانے والے، رسول اللہ ﷺ کا اعزاز واحترام کرنے والے ہیں؟ یا وہ جو ایک پور برابر بھی شریعت سے اِدھر اُدھر ہونا گوارا نہیں کرتے۔ وہی بات کہتے ہیں جو قرآن وسنت میں آئی ہو۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اسی پر ایمان لائے، اسی کی تصدیق کرتے ہیں جو اس نے بتایا ہے۔ اس کے اوامر ونواہی کو ہم نے تسلیم وقبول کرلیا ہے۔ ان چیزوں سے ہم باز آئے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے روک دیا ہے...... اور جو چیز شریعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت نہیں ہم اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے! یہ کہتے ہیں کہ ہمیں لائق نہیں کہ کوئی ایسی بات کہیں جس سے ہم اللہ ورسول سے آگے بڑھنے والے بنیں۔ ہمیں لائق نہیں کہ کوئی ایسی بات اپنی زبان پر یا اپنے عمل میں لائیں جو دین وشریعت میں ثابت ومحکم نہیں۔

محبت کا قائل وفاعل کون......؟:

ذرا بتایئے! ان دونوں گروہوں میں سے کون حقیقۃً اللہ سے محبت کرنے والا، اور اس کے رسول کی بزرگی اور اس کے احترام کا قائل وفاعل ہے!؟

بلاشبہ وہی لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، ہم نے اس (اللہ تعالیٰ) کی خبروں کی تصدیق کی، جو اس نے خبر دی ہے، جو فرما دیا ہم نے اسے سن لیا، مان لیا اور کہتے ہیں کہ ہم کون ہوتے ہیں جو اللہ کی شریعت میں کوئی ایسی بات کہیں جو اس میں نہیں یا اس کے دین میں کوئی ایسی بات داخل کریں جو دین میں سے نہیں!

بلاشبہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی قدر پہچانی، اپنے رب کی قدر پہچانی اور اپنے رسول کی عظمت وبڑائی کو جانا۔ یہی لوگ ہیں کہ انھیں اللہ ورسول کے ساتھ سچی اور حقیقی محبت ہے۔

نہ کہ وہ لوگ جو دین میں نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکالتے ہیں۔ عقائد میں، قول وقرار میں، اور اعمال وافعال میں، تعجب ہوتا ان لوگوں پر جو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان جانتے مانتے ہوئے کہ:

((اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) ❶

”(لوگو!) اپنے آپ کو (دین میں) نئی نئی باتیں نکالنے سے بچاؤ۔ بلاشبہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

---

❶ مستدرك حاكم: ١/١٧٦، حديث: ٣٣٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

((كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ .)) ❶

"ہر گمراہی کا انجام آگ ہے۔"

یہ لوگ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان "كُلَّ بِدْعَةٍ" شریعت کا ایک عام قاعدہ اور جامع کلیہ ہے اور جس ذات اور شخصیت نے یہ جامع اور کلیت کا لفظ استعمال فرمایا ہے، وہ اس کے معانی ومفاہیم سے بھی بخوبی آگاہ ہے، اس کی شخصیت زبان اور بیان میں ساری مخلوق سے بڑھ کر فصیح وبلیغ ہے اور تمام مخلوق کے لیے سب سے بڑھ کر خیر خواہ بھی ہے! اس ذات کے ہونٹوں سے کوئی بے معنی لفظ نکلتا ہی نہیں۔

تو جس وقت آنجناب علیہ السلام "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" بول رہے تھے۔ آپ جان رہے تھے کہ اس کا کیا معنی ہے؟ آپ کو اس کا مفہوم بخوبی معلوم تھا۔ آپ علیہ السلام نے یقیناً امت کی کمال خیر خواہی سے ہی یہ جملہ ارشاد فرمایا ہے!

آپ علیہ السلام کے فرمان میں جب یہ تین باتیں انتہائی کمال کی ہیں یعنی انتہائی کمال درجے کی خیر خواہی...... انتہائی کمال درجے کا فصیح بیان اور انتہائی کمال درجے کا علم ومعرفت...... تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس سے وہی مراد ہو جس کے لیے یہ کلام بولی گئی ہے۔

یعنی "ہر بدعت گمراہی ہے"

کیا یہ کلیہ اور ضابطہ جان لینے کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے یا ایسی بات کہنا صحیح ہے کہ جی بدعت کی تین قسمیں ہیں یا پانچ قسمیں ہیں؟

ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ بات قطعاً صحیح نہیں۔

اور جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک بدعت، بدعت حسنہ (اچھی بدعت) بھی ہوتی ہے، تو اس میں دو باتیں غور نہایت طلب ہیں:

---

❶ سنن النسائي: كتاب صلاة العيدين، باب كيف الخطبة، حديث: ١٥٧٨۔ صحيح ابن خزيمة: ١٤٣/٣، حديث: ١٧٨٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ وہ بات یا کام بدعت ہی نہ ہو مگر آدمی اسے بدعت سمجھ بیٹھے۔

۲۔ یا پھر فی الواقع بدعت ہی ہو...... مگر آدمی کو اس کے بُرا ہونے کا علم نہ ہو۔

سو ہر وہ قول و فعل جس کے بارے میں ''بدعتِ حسنہ'' ہونے کا لیبل چسپاں کیا جاتا ہے، اس کا جواب یہی ہے کہ شرعاً وہ کام غلط اور نا مقبول ہے اور کسی صورت ممکن نہیں کہ ہم کسی بدعت کو حسنہ کہہ سکیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا قطعی فرمان ''کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' اس کی جڑ کاٹ رہا ہے۔''

ایک شبہ کا ازالہ:

اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ شاید قارئین اعتراض کریں کہ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا وہ قول کیا ہوا جس میں انہوں نے کہا تھا:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ .))

''یہ تو بڑی اچھی بدعت ہے۔''

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت تو وہ ہے کہ حق وصواب کہنے کی انھیں خاص توفیق ملی ہے۔

جـــواب: ...... حضرات گرامی! اولاً آپ کو اس بات کا پس منظر معلوم ہونا چاہیے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں دیکھا کہ لوگ قیام رمضان میں مشغول ہیں مگر اس طرح کہ کوئی اکیلا پڑھ رہا ہے، کسی کے ساتھ ایک ساتھی ہے، کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ زیادہ۔ چنانچہ انہوں نے جناب ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو قیام (امامت) کروائیں۔ چنانچہ وہ امامت کروانے لگے۔ تو پھر آپ رضی اللہ عنہ ایک دن تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ اپنے ایک ہی امام کے پیچھے جمع ہیں اور بڑا خوبصورت منظر ہے، تب انہوں نے کہا:

((نِـعْـمَـتِ الْـبِـدْعَةُ هٰـذِهٖ وَالَّتِـىْ تَـنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِىْ تَقُوْمُوْنَ .)) ❶

❶ مؤطا امام مالک۔ باب ما جاء فی قیام رمضان ٦/٦/١١٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ تو ایک بہترین بدعت (نیا معاملہ، منظر) ہے۔ مگر تم میں سے جو لوگ سو رہے ہیں وہ اس قیام سے کہا افضل ہیں۔''

آنجناب رضی اللہ عنہ کی بات سے یہ دلیل نہیں نکلتی کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اس میں دو باتیں ہیں:

اول:...... کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلے میں اپنی بات لائے۔ خواہ وہ سیّدنا ابوبکر ہی ہو، جو نبی رحمہ اللہ کے بعد امت میں سب سے افضل ترین شخصیت ہیں۔ نہ عمر، جو نبی کے بعد دوسری بڑی شخصیت ہیں، نہ عثمان جو نبی کے بعد تیسری بڑی شخصیت ہیں، نہ علی (رضی اللہ عنہم) جو نبی کے بعد چوتھی بڑی شخصیت ہیں، نہ ہی کوئی اور...... کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (النور: ۲۴/ ۶۳)

''جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ (کہیں ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے یا کوئی تکلیف دینے والا عذاب آپڑے۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا تھا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ ''فِتْنَه'' کیا ہوتا ہے؟ فتنہ شرک ہے۔ یعنی ہوسکتا ہے کہ بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان رد کردے اور پھر اُس کے دل میں کوئی ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''عین ممکن ہے تم پر آسمان سے پتھر برسیں، میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور تم ہو کہ کہے جا رہے ہو: ابوبکر نے کہا، عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا۔'' [1]

دوم:...... ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سب

[1] اضوء البیان فی تفسیر القرآن بالقرآن، لعلامه الشنقیطی: ۷/ ۴۰۴۔ ابن کثیر، بتحقیق سامی بن محمد سلامة: ۲/ ۳۴۸ (در حاشیة)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم کرنے والے تھے اور سب ہی جانتے ہیں اور مشہور بھی ہے کہ سیّدنا فاروق اللہ کی حدود پر فوراً رک جانے والے تھے۔ اور اس عورت کا قصہ تو آپ نے سنا ہوگا...... بشرطیکہ وہ صحیح ہو...... کہ اس نے آپ کی بات کاٹی تھی، جبکہ آپ نکاحوں میں بھاری بھاری حق مہر سے روک رہے تھے اور اس پر پابندی لگانا چاہتے تھے مگر اس عورت نے کہہ دیا۔ اے عمر! تم کس طرح روک سکتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا﴾ (النساء: ٤/ ٢٠)

''اور تم نے کسی عورت کو کوئی خزانہ بھی دیا ہو تو......''

تو جناب عمر یہ سن کر فوراً اپنی رائے سے رک گئے اور حق مہر کے معاملے میں کوئی پابندی نہ لگائی۔ (کیونکہ کتاب اللہ عزوجل اور سنت نبوی میں اس طرح کی کوئی پابندی نہیں)۔

قطع نظر اس سے کہ یہ قصہ بھی صحت کے اعتبار سے کوئی قابل حجت نہیں۔ لیکن بہر حال مراد یہ ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی حدود پر بہت زیادہ رک جانے والے تھے، اس سے سرِ مو آگے نہ بڑھتے تھے۔ تو یہ کسی طرح ممکن نہیں، اور آپ رضی اللہ عنہ کے لائق بھی نہ تھا کہ سید البشر علیہ السلام کے فرمان کی مخالفت کریں اور ایک بدعت کو ((نِعْمَ الْبِدْعَةُ)) ''بہت بہترین بدعت'' قرار دیں۔ جبکہ ان کی مراد بھی وہی بدعت ہو جو رسول اللہ ﷺ نے مراد لی ہے۔ ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

بلکہ ضروری ہے کہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا یہ قول رسول اللہ ﷺ کے فرمان وعمل کے تحت سمجھا جائے۔

تو حقیقت اس معاملہ کی یہی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک امام کی اقتدار میں جمع ہو جانے کی بابت کہا تھا کہ جو ایک نیا اور عمدہ کام تھا، کیونکہ اس سے پہلے وہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں اپنے اپنے اماموں کے پیچھے قیام کر رہے تھے۔ (اور ان کا یہ بیان (بدعت کہنا) لغوی اعتبار سے تھا نہ کہ شرعی اعتبار سے)۔

کیونکہ رمضان کا یہ قیام رسول اللہ ﷺ کے فرمان وعمل ہی کے تحت تھا۔ صحیح بخاری میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات قیام کروایا مگر چوتھی رات آپ نے دیر کر دی اور تشریف نہ لائے، جب آخر میں تشریف لائے تو نہ آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنِّی خَشِیْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْھَا .)) ❶

''مجھے اندیشہ ہے کہ یہ قیام کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے اور پھر تم اس سے عاجز رہو۔''

اور یہ حقیقت بھی اہل علم سے کسی طرح مخفی نہیں کہ رمضان کی راتوں میں قیام کرنا اور کروانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ سنت ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو اسی سنت متروکہ کا دوبارہ اجرا کروایا تھا۔ جبکہ اس سے قبل نماز تراویح کوئی اکیلا پڑھ رہا تھا، کوئی اپنے ایک ساتھی کے ساتھ پڑھ رہا تھا، کسی کے ساتھ دو تھے اور کسی کے ساتھ ایک جماعت۔ تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے جو یقیناً حق وصواب تھی، یہ مناسب جانا کہ اگر ان سب کو ایک امام کی اقتدا میں اکٹھے کر دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ چنانچہ جب یہ کام ہوگیا تو آپ نے اس اجتماعی منظر کو دیکھ کر کہا تھا:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ .))

اس جملے میں لفظ ''بدعت'' کا استعمال اعتباری اور اضافی ہے۔ یہاں انشائی اور حقیقی (شرعی) بدعت مراد نہیں ہے کہ اس کام کا خود سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہی آغاز کیا ہو۔ کیونکہ قیام رمضان (قیام اللیل، تراویح، تہجد) کی سنت پہلے سے ہی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ثابت اور موجود تھی۔ مگر ایک بڑی غرض اور حکمت کے تحت اسے ترک کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کے اہتمام سے دوبارہ اس کا اجرا ہوا۔ (اور اب عالم اسلام میں جو قیام رمضان ہوتا ہے اس کے اجر وثواب کا ایک حصہ سیّدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی ضرور پہنچتا ہے)۔

❶ صحیح البخاری: ابواب التھجد، باب تحریض النبی علی صلاۃ اللیل والنوافل من غیر ایجاب۔ حدیث: ١١٢٩۔ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب الترغیب فی قیام رمضان، حدیث: ٧٦١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حقیقت اور وضاحت کے بعد کسی بدعتی کو روا نہیں کہ آنجناب ﷺ کے قول کو اپنے دعوے کی دلیل بنائے حالانکہ خود ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے قدم قدم پر بدعتیں ایجاد کر رکھی ہیں اور انھیں بزعم خویش بدعت حسنہ الاپ رہے ہیں۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

اور عین ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے کہ پھر تو اس طرح کی بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو بدعت کے زمرے میں آتی ہیں اور مسلمانوں نے انھیں قبول ہی نہیں بلکہ وہ ان پر برضاو رغبت عمل پیرا ہیں۔ جبکہ یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ہرگز نہ تھیں۔ مثلاً دینی مدارس اور دینی کتب کی تصنیف وتالیف وغیرہ ان سب امور کو تمام مسلمانوں نے بہترین عمل جانا اور قرار دیا ہوا ہے...... تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور مسلمانوں کی ان باتوں اور کاموں میں کیا جمع وتطبیق ہے؟ حالانکہ مسلمانوں کے ہاں ان تمام نت نئی چیزوں پر اتفاق واجماع ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

جواب:...... ان تمام باتوں کی حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں فی الواقع (شرعی) بدعت نہیں ہیں۔ بلکہ ایک شرعی کام کا ذریعہ ووسیلہ ہیں اور وسائل اپنے اپنے وقت اور زمانے کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتے ہیں، اور مسلمہ اصول وضابطہ ہے کہ وسائل کا حکم ہمیشہ مقاصد کے تابع ہوتا ہے۔ جائز اور مشروع کاموں کے وسائل وذرائع بھی بالعموم جائز، اور ناجائز اور غلط کاموں کے وسائل وذرائع بھی ناجائز اور غلط ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی خیر اور نیکی کا کام کسی غلط کام کا ذریعہ ووسیلہ ہو تو وہ خیر اور نیکی بھی غلط اور شر قرار پائے گی۔ اللہ عزوجل کا یہ فرمان ملاحظہ کیجئے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

(الانعام ۶/ ۱۰۸)

"اور جن کو یہ مشرک اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں، تم ان کو برا بھلا نہ کہو مبادا یہ بھی کہیں اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے برا نہ کہنے لگیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیے! مشرکین کے جھوٹے معبودوں کو برا بھلا کہنا بنیادی طور پر کسی طرح غلط نہیں بلکہ عین حق ہے مگر اپنے تمام مقام وموقعہ پر، اور اللہ رب العالمین کو برا کہنا ہر حال میں برا، ظلم وعدّ وان ہے۔ لیکن اگر مشرکوں کے معبودوں کو گالی دینے سے یہ نتیجہ نکلے کہ بدلے میں وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے لگیں، تو (مشرکین کے معبودوں کو گالی دینا) ایک غلط کام ہوگا۔

یہ بات تفصیل سے اس لیے بتلائی گئی ہے کیونکہ یہ دلیل ہے کہ وسائل کا حکم اصل مقاصد کے تابع ہوتا ہے۔

تو مدارس کا قیام اور علمی کتب کی تصنیف وتالیف اگرچہ ایک نیا کام ہے، رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں اس انداز سے نہیں ہوتا تھا۔ مگر ایک جائز اور مشروع کام کا وسیلہ وذریعہ ہیں...... کہ ان سے دعوت وتبلیغ کا اہم ترین فریضہ سرانجام پاتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی حرام تعلیم کے لیے کوئی مدرسہ بنائے تو وہ حرام ہوگا لیکن شرعی ودینی تعلیم کے لیے مدرسہ بنانا جائز اور حلال ہے۔

اہل بدعت کی ایک اور دلیل......تارِ عنکبوت:

اگر کوئی کہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا کیا جواب دیں گے:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .)) [1]

"یعنی جو شخص اسلام میں کسی عمدہ اور بھلے کام کی ابتدا کرتا ہے، تو اس کے لیے اپنا ثواب ہے اور ان لوگوں کا بھی جو بعد میں قیامت تک آنے والے، اس پر عمل کرتے رہیں گے۔"

اس حدیث میں لفظ "سَنَّ" کا معنی شَرَعَ ہے یعنی جو کسی نئے کام کی ابتدا اور آغاز کرے؟۔

[1] صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقة، حدیث: ۱۰۱۷۔ فیض القدیر: ۱/ ۴۳۷، حدیث: ۸۵۰۔ "یوم القیامة" کے الفاظ فیض القدیر کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جواب: ...... بلاشبہ جس ہستی نے یہ فرمایا ہے "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً" اسی ہی نے بھی فرمایا ہے کہ "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" اور ناممکن ہے کہ وہ شخصیت جو صادق اور مصدوق ❶ بھی ہو، اس سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو اس کی اپنی کسی بات سے ٹکرائے یا اس کی ضد ہو یا اسے جھٹلائے۔ یہ چیز قطعی طور پر نا قابل تصور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں آپس میں ٹکراتی (متضاد) ہوں اور جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ اللہ کا کلام یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث آپس میں ٹکراتی ہیں یا ان میں باہمی تناقض ہے، تو اسے چاہیے کہ اپنے عقیدے اور فکر و نظر پر نظر ثانی کرے اور یقیناً ایسا عقیدہ یا تصور یا تو کم علمی کا نتیجہ ہے یا جہالت کی انتہا۔

جب یہ ایک کھلی، صاف اور واضح حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں کوئی تناقض یا مخالفت نہیں، تو یاد رکھیے کہ آپ ﷺ کے فرمان "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ" سے مراد نت نئی ایجاد کردہ بدعات ہرگز نہیں ہیں اور نہ ہی انہیں خود ساختہ بدعات کی دلیل بنایا جا سکتا ہے، اور جب آپ نے "سُنَّةً" کے ساتھ "حَسَنَةً" فرمایا ہے، تو یقین مانیے بدعت کسی صورت بھی "حَسَنَةً" نہیں ہوتی۔ سنت اور بدعت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ایک اور جواب:

اس شبہ کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ اس فرمان مبارک میں (مَنْ سَنَّ) ''جس نے کام کا آغاز کیا'' کا مفہوم (مَنْ أَحْيَا سُنَّةً) ہو ''یعنی جو کوئی کسی سنت کو زندہ کر دے'' یعنی ایسی سنت جو پہلے سے موجود ہو مگر کسی وجہ سے متروک، معدوم یا مٹ گئی ہو، لوگ اس پر عمل سے غافل ہو گئے ہوں، تو جو اسے زندہ کر دے تو اس کے لیے مذکورہ اجر و ثواب ہے۔

❶ صادق (اسم فاعل) کا معنی واضح ہے کہ آپ حق و سچ کے قائل اور فاعل ہیں اور المصدوق (اسم مفعول) اس معنی میں کہ آپ کی تصدیق کی گئی ہے۔ اہل ایمان کی طرف سے، فرشتوں کی طرف سے کہ انہوں نے بھی آپ کی رسالت و نبوت کو تسلیم کیا ہے جیسے کہ حدیث معراج میں بالخصوص آپ کا ذکر آتا ہے اور اللہ رب العالمین نے بھی آپ کی اس معنی میں تصدیق فرمائی کہ وحی کے اول روز سے آخر دم تک کم و پیش مسلسل تئیس (۲۳) برس تک وحی کا نزول ہوتا رہا۔ مخالفین اور دشمنوں پر غلبہ اور نصرت دی گئی۔ غزوات میں آپ کامیاب رہے اور معجزاتِ ظاہرہ و باہرہ سے آپ کی صداقت کی تصدیق فرمائی گئی، علیہ السلام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس معنی کے لحاظ سے "سَنَّ" کا معنی ایک اضافی اور نسبی مفہوم ہوگا، جیسے کہ اس کے مقابلے میں بدعت کا مفہوم بھی اضافی اور نسبی ہی ہوگا نہ کہ حقیقی۔

تیسرا جواب:

اس حدیث مبارک کا پس منظر یہ ہے کہ ایک جماعت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ لوگ مالی اور معاشی لحاظ سے انتہائی فلاکت زدہ تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تعاون کرنے اور صدقات دینے کی ترغیب دی۔ تو ایک انصاری صحابی اپنے ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائے لایا، دیکھنے سے نظر آ رہا تھا کہ اس کا بازو اس کے بوجھ سے بوجھل ہو رہا تھا، اس نے وہ لا کر آنحضور کے سامنے رکھ دی۔ اسے دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھلکھلا اٹھا اور روشن ہوگیا اور آپ کی زبان مبارک سے ارشاد ہوا:

((مَـنْ سَـنَّ فِـي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .)) ❶

تو اس سیاق میں یہاں "سَنَّ" کا معنی کسی کام کا آغاز کرنا اور اسے شروع کرنا ہے، نہ کہ اسے ایجاد کرنا۔ کیونکہ کسی کام کا ایجاد کرنا اور اسے شریعت بنانا تو ہر لحاظ سے مذموم اور ممنوع ہے۔ ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))

چھ سنہرے اسلامی اصول:

اور جان رکھیے کہ اتباع اور پیروی اس وقت تک درست، صحیح اور قابلِ قبول نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ کام شریعت کے موافق ومطابق نہ ہو۔ اور کسی کام کے شریعت کے مطابق ہونے کے چھ پہلو یا چھ اصول ہیں:

اول:...... سبب: یعنی انسان جب کوئی عبادت کا کام کرے اور اس کا تعلق کسی سبب سے ہو، تو وہ عبادت اس وقت تک عبادت قرار نہیں پاسکتی جب تک کہ اس کا سبب بھی شرعی نہ

❶ صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة، حديث: ١٠١٧۔ فيض القدير: ١/ ٤٣٧، حديث: ٨٥٠۔ "يوم القيامة" کے الفاظ المعجم الأوسط کی روایت میں ہیں۔(٨٩٤٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، ورنہ یہ کام بدعت اور مردود ہوگا۔

مثلاً بعض لوگ رجب کی ستائیسویں رات کو قیام کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور اسے (بزعم خویش) اجروثواب کا عمل سمجھتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس رات میں آپ ﷺ کو معراج ہوا تھا۔ اور تہجد اور قیام اللیل بھی عبادت ہے۔ مگر دیکھیے جب اس تہجد اور قیام اللیل کو اس مذکورہ سبب کے ساتھ ملا دیا گیا، اور تہجد اس سبب سے پڑھی گئی کہ اس رات میں رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی تھی، تو یہ تہجد اور قیام اللیل کا عمل قطعاً جائز اور درست نہ ہوا۔ کیونکہ اس بندے نے اپنی عبادت کی بنیاد (اور سبب) ایسے کام پر رکھی ہے جو شریعتِ مطہرہ میں بالکل ثابت نہیں۔

یہ اصول وضابطہ کہ عبادت کا اپنے کسی شرعی اور منصوص سبب کے ساتھ موافق ہونا ازحد ضروری ہے۔ اس سے بہت سی بدعات کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اکثر لوگ اپنی تئیں سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ان کے کام سنت اور ثواب کے کام ہیں، حالانکہ وہ سنت نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان کا سبب غیر شرعی ہوتا ہے۔

دوم: ...... جنس: ضروری ہے کہ عبادت اپنی جنس کے اعتبار سے شریعت کے موافق ہو۔ اگر انسان کوئی ایسی عبادت کرے جس کی جنس ہی جائز اور مشروع نہ ہو تو وہ عبادت ناجائز اور غیر مشروع متصور ہوگی۔

مثلاً اگر کوئی آدمی ذوالحج میں قربانی کے موقعہ پر کوئی گھوڑا قربانی کر دے تو اس کی یہ قربانی جائز اور صحیح نہ ہوگی [1] کیونکہ یہ چیز اپنی جنس کے اعتبار سے شریعت کے خلاف ہے۔

---

[1] گھوڑا بنیادی طور پر تو حلال ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں سیّدہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ((نَحَرْنَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.)) ''ہم نے نبی ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اس کا گوشت کھایا تھا۔ بخاری: ٥٥١٩۔ كتاب الذبائح والصيد باب لحوم الخيل، مسلم: ٥٠٢٥۔ الصيد والذبائح.
((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَأَذِنَ فِي لُحُوْمِ الْخَيْلِ.)) ''رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقعہ پر پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت مرحمت فرمائی۔'' صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، حديث: ٤٢١٩۔ صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح، باب في أكل لحم الخيل، حديث: ١٩٤١.
البتہ احناف یا کچھ دیگر مکاتب فکر اسے مکروہ تنزیہی یا تحریمی بھی کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے لیے اونٹ، گائے اور بکری (مینڈھا، بھیڑ، بکری) یعنی "بَهِيْمَةُ الْاَنْعَام" کا ہونا شرط ہے۔

سوم: ...... **مقدار:** اگر کوئی انسان اپنی عبادت کی مقدار اور تعداد میں بطور فرض کے اضافہ کر دے، تو یہ بھی بدعت اور غیر مقبول ہوگی۔ مثلاً اگر کوئی انسان ظہر کی چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھنا چاہے تو بالاتفاق اس کی یہ نماز کالعدم، اور باطل ہوگی کیوں کہ اس نے مطلوب و شرعی مقدار میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔

چہارم: ...... **کیفیت:** مثلاً اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے پاؤں دھونے سے ابتدا کرے، پھر سر کا مسح کرے، پھر بازو دھوئے، پھر چہرہ...... تو ایسے شخص کا وضو بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ یہ اپنی کیفیت میں شریعت کے سراسر خلاف ہے۔

پنجم: ...... **وقت:** مثلاً اگر کوئی شخص قربانی کرے اور ذوالحج کے ابتدائی دنوں میں کر دے (دس ذوالحجہ سے یا نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے ہی کر دے) تو اس کی یہ قربانی شریعت کی نظر میں بطور قربانی کے مقبول نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ عمل اپنے وقت کے اعتبار سے شریعت کے خلاف ہے۔

مجھے خبر ملی ہے کہ بعض لوگ رمضان میں کوئی خاص قربانی کرتے ہیں، تو اُن کا یہ عمل بھی بدعت ہے، کیونکہ ذبح کے معاملے میں تقرب الٰہی کا عمل یا تو ذوالحج میں قربانی ہے یا مکہ بھیجی جانے والی "هَدْی" ...... یا بچے کی ولادت کے موقع پر ساتویں دن عقیقہ ...... مگر رمضان میں، رمضان کی مناسبت سے جانور ذبح کرنا اور اس نیت سے کہ اس کا خاص اجر و ثواب ملے گا، جیسے کہ عید الاضحیٰ کا ہوتا ہے تو یہ عمل بالکل غلط اور ناجائز ہے۔ ہاں گوشت کھانے کے لیے بلاشبہ ذبح کیجیے اس پر کوئی حرج نہیں۔

ششم ... **مقام اور جگہ:** مثلاً اگر کوئی شخص مسجد چھوڑ کر کسی اور جگہ اعتکاف کرے تو اس کا یہ اعتکاف جائز اور مشروع نہ ہوگا کیونکہ اعتکاف ہمیشہ مسجدوں ہی میں ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی خاتون کہے کہ میں اپنے گھر میں نماز کے کمرے میں اعتکاف کر لیتی ہوں ❶ تو اس کا یہ اعتکاف بھی مسنون ومشروع نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ عمل اپنے مقام اور جگہ کے لحاظ سے شریعت کے برخلاف ہے۔

ایک اور مثال لیجیے! اگر کوئی شخص بیت اللہ کا طواف کرنا چاہتا ہے، مگر وہ دیکھتا ہے کہ مسجد حرام کے صحن اور مطاف میں بے انتہا بھیڑ ہے، تو وہ مسجد کے باہر سے طواف شروع کر دے تو اس کا یہ طواف کسی صورت جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ طواف کا مقام ومکان بیت اللہ کا اردگرد ہے نہ کہ مسجد حرم کا۔ رب ذوالجلال نے سیّدنا خلیل اللہ سے صحن مسجد ہی کے بارے میں فرمایا تھا:

﴿وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ﴾ (الحج: ٢٢/ ٢٦)

''میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھیے۔''

الغرض کوئی عبادت اس وقت تک ''عمل صالح'' کا شرف و درجہ نہیں پا سکتی جب تک کہ اس میں مذکورہ بالا اوصاف کے ساتھ مزید دو شرطیں نہ پائی جائیں۔

اول:...... **اخلاص:** وہ عمل صرف اور صرف اللہ ذوالجلال کی رضا کے لیے ہو۔

دوم:...... **اطاعت:** یعنی رسول اللہ کی سنتِ ثابتہ کے مطابق ہو۔

کوئی عمل خواہ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، اگر اس میں اخلاص اور للّٰہیت نہیں تو وہ مردود ہے۔ اسی طرح کوئی عمل خواہ کتنی ہی للّٰہیت اور اخلاص سے کیوں نہ کیا جائے مگر سنت صحیحہ کے خلاف ہو، تو بھی مردود اور باطل ہے۔

بدعات کے رسیا:

قارئین کرام سے میں کہنا چاہوں گا کہ بجا طور پر آپ لوگوں کی نیتیں بڑی نیک ہوتی ہیں، اور آپ خیر اور بھلائی کے متلاشی بھی ہوتے ہیں مگر اللہ کی قسم سلف صالحین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی کا کوئی طریقہ بھلا نہیں ہوسکتا۔

❶ جیسے کہ حضرات احناف کا موقف اور عمل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری عرض گذاری:

رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنتوں کو اپنی داڑھوں سے خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیں اور سلف صالحین صحابۂ رسول رضی اللہ عنہم کا طریقہ اپنائیں جس پر وہ حضرات گامزن رہے اور پھر دیکھیں بھلا اس میں کوئی ضرر و نقصان ہے؟

اور میں عرض کرتا ہوں...... اور اللہ کی پناہ کہ کوئی ایسی بات کہوں جس کا مجھے واقعی علم نہ ہو...... آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کو بدعات کا چسکا پڑ جائے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی توفیق سے بالعموم محروم کر دیے جاتے ہیں۔ اعمالِ سنت کے معاملے میں یہ بڑے ڈھیلے اور سست ہوتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ جب اپنی اختراع کردہ بدعتوں میں منہمک رہنے سے نڈھال ہو جاتے ہیں تو پھر سنتوں کے لیے اپنے اندر کوئی شوق و سرور اور نشاط نہیں پاتے (اور نہ ہی پا سکتے ہیں) کیونکہ یہ سب نتیجہ ہوتا ہے بدعات کا، کہ اس کے بد اثرات دلوں کو از حد بوجھل بنا دیتے ہیں۔

جو لوگ اللہ کے دین میں کوئی نئی بدعت نکالتے ہیں تو وہ اس جیسی کسی نہ کسی (صاف، ستھری پاکیزہ) سنت کو ضائع کر بیٹھتے ہیں بلکہ بعض اوقات نقصان اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے، جیسے کہ اہل علم و سلف نے کہا ہے۔

لیکن جب انسان کو یہ شعور ہوتا ہے کہ وہ شریعت اور سنتِ رسول کا تابع اور متبع ہے نہ کہ اپنی جانب سے کوئی شریعت ساز، تو اسے مسنون اعمال پر عمل کرنے اور کار بند رہنے میں کمال درجے کا انشراح صدر نصیب ہوتا ہے۔

ان سنتوں میں اس کا دل خوب جمتا ہے اور وہ اللہ کے حضور انتہائی خشوع و خضوع کا اظہار کرنے والا اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کرنے والا ہوتا ہے۔

جیسے کہ سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾﴾ (الزمر: ۳۹/ ۲۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور اور روشنی پر ہو (تو کیا وہ کسی سخت دل کی طرح ہو سکتا ہے؟)۔ پس افسوس ان پر جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔"

میں اپنے اُن تمام بھائیوں سے خیر خواہانہ طور پر التماس کروں گا جو دین میں نئی نئی باتوں (بدعات) کی خوب اشاعت کرتے پھرتے، انھیں بہتر سمجھتے اور مانتے ہیں، ان بدعات کا تعلق خواہ اللہ عزوجل کی عظمت سے ہو یا رسول اللہ ﷺ کے احترام وتکریم سے...... اللہ سے ڈریں، اس کا تقویٰ اختیار کریں اور ان نت نئی تمام چیزوں (بدعات) سے باز آ جائیں۔ اپنے تمام تر معاملات (بالخصوص دین کے امور) کی بنیاد اتباع وتابعداری پر رکھیں نہ کہ ابتداع یا ایجاد پر۔ اخلاص واتباع اپنائیں نہ کہ شرک اور ابتداع۔ شاہراہ سنت پر آ جائیں نہ کہ خارزار بدعت پر۔ وہ اصول وقواعد اپنائیں جو اللہ کریم کے محبوب وپسندیدہ ہیں نہ کہ شیطان رجیم کے۔

پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کے قلوب ونفوس کو کس قدر سکون، سلامتی اور اطمینان نصیب ہوتا ہے......! آپ کی زندگی میں یقیناً بہار اور تازگی آ جائے گی، نور اور نورانیت آپ کا نصیبہ ہوگی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر اعتبار سے ہدایت یافتہ بنائے، تاکہ ہم دوسروں کے لیے ایک صالح نمونہ بنیں، اور وہ پاک ذات ہمارے دلوں کو ایمان وعلم سے مالا مال اور منور فرمائے۔ اور ہمارے علم کو ہمارے لیے کسی بھی طرح آفت اور وبال نہ بنا دے۔ ہمیں اہل ایمان کے طور طریقوں پر چلنے کی توفیق دے اور اپنے متقی دوستوں میں شمار کر لے اور فلاح پانے والی جماعت ہمارا نصیبہ ہو۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم:

شرحِ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ❶
((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.)) ❷
''جس نے ہمارے اس معاملۂ دین میں کوئی نئی بات نکالی، جو اس میں سے نہ ہو، تو وہ مردود ہے۔''

❶ سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی تھیں۔ چھ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی اور نو سال کی عمر میں آپ کے گھر میں تشریف لائیں (رخصتی ہوئی)۔ شادی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں آپ رضی اللہ عنہا ریشم کے کپڑے میں لپٹی ہوئی دکھائی جاتی تھیں تو آپ دعا فرماتے تھے.....
''اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے ہو جانا چاہیے۔'' صحیح بخاری: ٣٦٠٦۔ صحیح مسلم: ٢٤٦٨.
آپ رضی اللہ عنہا انتہائی ذہین و فطین تھیں۔ آپ نے نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام سے علم وافر حاصل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ اور پھر تابعین مشکل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ علم وراثت میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔ فقہ، طب اور تاریخی اشعار میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ جناب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے بڑھ کر کس سے محبت ہے؟ فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا سے، کہا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ''اس کے والد ابو بکر سے۔'' صحیح بخاری: ٣٨٤٦۔ صحیح مسلم: ٤٣٩٦.
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ کو دوسری عورتوں پر ایسے ہی فضیلت ہے جیسے ثرید (عرب کے کھانے) کو دوسرے کھانوں پر۔'' صحیح بخاری: ٣٨٤٦۔ صحیح مسلم: ٤٤٧٨.
آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ برس رہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ علم وافر کی نعمت سے بہرہ ور تھیں اور آپ سے اللہ نے امت کو تا حیات بے حد فائدہ پہنچایا۔ جناب مروان بن الحکم اموی کے عہد میں سن ستاون (٥٧) ہجری میں آپ کی وفات ہوئی اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ (رضی اللّٰه تعالیٰ عنها وأرضاها)

❷ صحيح البخاري: كتاب الصلح۔ باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، حديث: ٢٦٩٧۔ صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، حديث: ١٧١٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) ❶

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس کے متعلق ہماری کوئی تعلیم وارشاد نہ ہو تو وہ مردود ہے۔''

معانی مفردات:

١	أَحْدَثَ		جو کوئی نئی بات، چیز لایا
٢	فِي أَمْرِنَا		ہمارے معاملہ (دین) میں
٣	مَا لَيْسَ مِنْهُ		جو (شرعی اعتبار سے) اس میں سے نہ ہو
٤	رَدٌّ		مردود...... یہ کلمہ اسم مصدر ہے۔ اس سے فعل رَدَّ آتا ہے

یہاں مصدر (رد) بمعنی اسم مفعول ہے (یعنی مردود) اور عربی زبان میں مصدر بالعموم اسم مفعول کے معنی پر آ جایا کرتا ہے۔ مثلاً لفظ ''حَمْلٌ'' بمعنی ''مَحْمُوْل'' یعنی اٹھایا ہوا۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ﴾ (الطلاق : ٦٥/ ٦)

''(اگر عورتیں حمل والی ہوں) یعنی پیٹ میں بچہ ہو۔''

کسوٹی اور معیار کیا ہے؟:

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے جملہ شرطیہ کے ساتھ فرمایا: ''کہ جو کوئی ہمارے اس معاملۂ دین میں کوئی ایسی بات یا کام لائے جس کا دین کے ساتھ تعلق نہ ہو، اور وہ اسے دین کا حصہ بنا کر پیش کرے...... تو وہ مردود ہے۔'' یعنی اپنے کرنے والے / کہنے والے / اور پیش کرنے والے پر، خواہ اس نے کتنی ہی عمدہ نیت سے وہ بات کی ہو یا کام

❶ صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، حديث: ١٧١٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہو، یہ اس سے کسی طور قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا نازل کردہ اور دیا ہوا دین ہی قبول فرماتا ہے۔

انسانوں کی زندگی اور ان کے معمولات میں ہر روز کوئی نہ کوئی نئی بات، چیز اور کام در آتے ہیں اور اب بھی آتے رہتے ہیں، تو ان کے بارے میں اہل علم نے ایک بڑا سادہ، جامع اور خوبصورت قاعدہ پیش کیا ہے کہ:

❀ جملہ عبادات بنیادی طور پر سب ناجائز کے درجے میں ہیں، سوائے ان کے جن کے جائز اور مشروع ہونے کی دلیل موجود ہو۔

❀ اور معاملاتِ دنیا بنیادی طور پر سب ہی جائز اور حلال ہیں، سوائے ان کے جن کے منع اور ناجائز ہونے کی کوئی دلیل موجود ہو۔ ❶

اس اصول کی بنیاد سورہ الشوریٰ میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ﴾

(الشوریٰ: ۴۲/ ۲۱)

"کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) کے شریک بنا رکھے ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کیا ہے، جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟"

اس آیت کریمہ میں ان سب لوگوں کی تردید ہے جو اپنی طرف سے باتیں یا کام بنا بنا کر دین میں شامل کرتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک بالخصوص عبادات کے بارے میں ہے یعنی ایسے افعال و اعمال جن کے ذریعے سے انسان اپنے اللہ کا قرب و تقرب حاصل کرتا ہے۔ (ایجاد

---

❶ مثلاً کھانے، پینے، پہننے، صنعت، تعمیر اور سواری وغیرہ کی ہزاروں چیزیں ہیں، جو انسانوں کے برتنے میں آتی ہیں، شریعت کی طرف سے ان کے استعمال پر قطعاً کوئی پابندی نہیں، اور یہ بنیادی طور پر حلال، مباح اور جائز ہیں سوائے ان کے جن کی ممانعت آ جائے۔ مثلاً خنزیر، شراب، مردوں کے لیے ریشم اور سونا وغیرہ۔ مگر عبادت کے کام نماز، روزہ، نذر، طواف، قسم اور صدقہ وغیرہ جو عبادت کے عمل ہیں، بنیادی طور پر ناجائز کے حکم میں ہیں۔ بندہ اپنی طرف سے کوئی عبادت نہیں کر سکتا جب تک شریعت نے اس کے کرنے کی اجازت نہ دی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• کر کے دین بنا دینا ہر گز جائز نہیں)۔ اگر کوئی شخص بزعم خویش کسی عمل کو عبادت اور نیکی سمجھتا ہے تو ہم اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ ذرا اس کی دلیل دیجئے کیا یہ دین میں واقعتاً عبادت اور نیکی کا کام ہے؟ اگر وہ کوئی صحیح اور معقول دلیل پیش کر دے تو بہت خوب، ورنہ اس کا یہ عمل مردود اور باطل ہوگا۔

دین دلیل سے:

یہ حدیث مبارک خاصی طویل بحث اور تفصیل کی متقاضی ہے۔

اول:......ضروری ہے کہ مذکورہ قاعدہ کی روشنی میں ہر نئے کام کے بارے میں جانا اور سمجھا جائے کہ آیا وہ عبادت سے تعلق رکھتا ہے یا عام انسانی معاملات سے؟ مثلاً اگر کوئی کسی خطرناک حادثے سے بچ جائے اور دوسرا اس سے کہے: ''ماشاء اللہ مبارک ہو''......اور پہلا کہہ دے کہ تم نے یہ کیا کہہ دیا، یہ تو بدعت ہے......تو اس کی یہ سوچ اور فکر بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ اندازِ گفتگو انسانی معاملات کا معروف حصہ ہے کہ حادثات سے بچ جانے کی صورت میں مبارک بادیاں دی جاتی ہیں۔ یہ کوئی عبادت نہیں ہے۔ اور مزید براں یہ کہ شریعت میں بھی اس کی دلیل موجود ہے۔ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی جب توبہ قبول ہوئی تو دیگر صحابہ کرام انھیں مبارک باد دینے کے لیے دوڑے آئے تھے۔

اور اس طرح کی مبارک بادیوں کو کبھی کسی نے نہیں کہا کہ یہ تو بدعت ہیں۔

مثلاً کوئی طالب علم اپنے امتحان میں کامیاب ہو تو اسے کہنا: مبارک ہو...... بالکل بجا ہے۔ اگر کوئی اسے بدعت کہے تو اس کا یہ فتویٰ بالکل غلط، اور ناجائز ہوگا۔

ہاں! اگر کسی کام کے عبادت، عادت اور معاملۂ انسانی ہونے میں شبہ ہو تو اسے بنیادی طور پر عادت کا معاملہ ہی سمجھا جائے گا، اس کے کرنے سے روکا نہیں جائے گا حتیٰ کہ معتبر دلیل سے اس کا عبادت ہونا ثابت ہو جائے۔

بہت سے اعمال ایسے ہیں جو لوگوں نے دین میں ایجاد اور داخل کر رکھے ہیں، مثلاً خاص اذکار، وِرد، وظیفے، ان کے مخصوص الفاظ اور ان کے پڑھنے کا وقت خاص کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وِرد و ظیفے اللہ کی رضا کے لیے اور اس کی عبادت کے طور پر کیے جاتے ہیں۔تو یہ انداز، کیفیت، اوقات کی پابندی اور گنتی وتعداد جب کوئی (خواہ وہ کوئی بڑا شیخ اور پیر طریقت ہی کیوں نہ ہو) جب اپنی طرف سے بنائے، بتائے اور کرائے تو ان کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

مثلاً اگر کوئی ہزار بار تسبیح کرنے کی پابندی کرتا کراتا ہے، صبح کے وقت اس کے لیے خاص وقت لازم کرتا ہے، تو یہ عمل بدعت بن جائے گا، اور کرنے والے پر رد ہوگا......اور اس کا کوئی ثواب بھی نہ ہوگا۔

اگر کوئی کہے کہ بھلا "سُبْحَانَ اللّٰه ، سُبْحَانَ اللّٰه" کہنے پر بھی اعتراض ہے اور تم اسے بدعت کہہ رہے ہو؟

تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ "سُبْحَانَ اللّٰه ، سُبْحَانَ اللّٰه" کہنے یا پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں تمہارے اس انداز اور وقت متعین کرنے پر اعتراض ہے، جو تم نے خود اپنی طرف سے، یا کسی عام آدمی کے کہنے سے اختیار کر لیا ہے۔

کرنے سے پہلے پوچھ لیجیے!:

ہاں صبح، شام یا کسی اور وقت کی پابندی، عدد اور گنتی کے بغیر اور یہ ظاہری انداز جو تم کہتے ہو، اس سب کچھ کے بغیر بلاشبہ یہ مبارک عمل ہے، کہتے رہو...... پڑھتے رہو......کوئی انکار نہیں۔ [1]

[1] راقم مترجم عرض کرتا ہے کہ اس بارے میں سنن دارمی کے مقدمہ میں سے مندرجہ ذیل واقعہ انتہائی اہم ہے کہ عبادات اور اذکار میں سنتِ رسول ﷺ سے معمولی سا بھی اِدھر اُدھر ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کس قدر شاق گزرتا تھا۔ "جناب عمرو بن یحییٰ بن عمرو بن سلمہ الہمدانی کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ ہم لوگ نماز فجر سے پہلے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوتے تھے۔ تو جب وہ تشریف لاتے تو ہم ان کی معیت میں مسجد کی طرف آیا کرتے تھے۔ ایک دن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا: کیا ابھی ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) نہیں آئے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ جب وہ آئے تو ہم ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابوعبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں ایک چیز دیکھی ہے، جو مجھے نامناسب لگی ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کی ایک مثال اور...... ۱۲ ربیع الاول کی رات میں لوگوں نے عجیب عجیب چیزیں (بدعات) شروع کر رکھی ہیں۔ لوگ راتوں کو اٹھ کر قیام کرتے ہیں۔ صلاۃ وسلام ایسے ایسے الفاظ سے پڑھتے ہیں جو کسی صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے منقول اور ثابت نہیں ہیں اور نہ ہی صحابۂ رسول سے منقول وثابت ہیں۔ لوگوں کا یہ انداز و اسلوب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلو اور حد سے بڑھنا ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا اور منع فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ بدعت ہے، اور شرعی لحاظ سے مردود ہے۔

(بقیہ گزشتہ صفحہ حاشیہ) اگر چہ وہ (ایک اعتبار سے) بحمد اللہ خیر ہی ہے۔ انہوں نے پوچھا: کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ زندہ رہے تو دیکھ ہی لیں گے، پھر بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مسجد میں کئی حلقات ہیں، وہ لوگ نماز کا انتظار کرتے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہوتا ہے۔ جبکہ سب کے ہاتھوں میں کنکریاں ہوتی ہیں۔ تو وہ آدمی انہیں کہتا ہے کہ اللہ اکبر کہو، سو بار۔ تو وہ حلقے والے سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: لا إلٰه الا اللہ کہو سو بار۔ تو وہ پڑھنے لگتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سبحان اللہ کہو سو بار۔ تو وہ سب سبحان اللہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو پھر تم نے ان سے کیا کہا؟ ابو موسیٰ نے کہا: میں نے آپ کی رائے کے انتظار میں انہیں کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے کہا: کیا آپ نے انہیں یہ حکم نہیں دیا کہ اپنے گناہ شمار کرو۔ میں ذمہ دار ہوں کہ اس سے ان کی کوئی نیکی بھی ضائع نہ ہوگی۔ چنانچہ چلتے ہوئے ہم ان کے ساتھ مسجد میں پہنچے۔ حتیٰ کہ ایک حلقے والوں کے پاس آئے اور ان سے پوچھا: تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں۔ ہم ان کے ذریعے اللہ اکبر، لا إلٰه الا اللہ اور سبحان اللہ شمار کر کے پڑھتے ہیں...... انہوں نے کہا: اپنے گناہ شمار کرو۔ اور میں ضامن ہوں گا کہ اس سے تمہاری کوئی بھی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ افسوس ہے تم پر اے امت محمد! کس قدر جلد تم ہلاک ہونے لگے ہو۔ حالانکہ تمہارے نبی کے صحابہ ابھی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ اور پیغمبر علیہ السلام کے (کفن کے) کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے۔ آپ کے برتن نہیں ٹوٹے۔ قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے! یا تو تم اس طریقے پر ہو جو محمد ﷺ کے طریقے سے زیادہ ہدایت والا ہے یا پھر گمراہی کا دروازہ کھولنے والا ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم اے ابو عبدالرحمٰن! ہم نے تو نیکی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ جناب عبداللہ نے کہا: کتنے لوگ ہیں جو نیکی چاہتے ہیں مگر اسے پا نہیں سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے جو ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ اور اللہ کی قسم، میں نہیں سمجھتا مگر ان کے اکثر تم جیسے ہی ہوں گے۔ پھر وہ ان کے پاس سے چلے گئے۔

عمرو بن سلمہ نے بیان کیا۔ پھر ہم نے ان کے اکثر کو دیکھا کہ نہروان کے دن خارجیوں کے ساتھ مل کر ہمارے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ سنن دارمی، مقدمہ، حدیث نمبر ۲۰۶، باب کراهية أخذ الرأي۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، ج ۵۔ حديث ۲۰۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی کہے کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے لیے درود وسلام پڑھتے ہیں اور درود وسلام پڑھنا شرعی حکم، شرعی عمل اور کارِ ثواب ہے۔ تو ان لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ درود وسلام کے لیے یہ وقت جو تم نے خاص کر رکھا ہے...... اور اس کے لیے جو گنتی کو تم نے ضروری ٹھہرایا ہے......؟ یہ فرامین رسول سے ثابت نہیں ہے۔ تو تمہارے اس عمل کے لیے ان خود ساختہ کیفیات واوقات نے اس کو بدعت بنا دیا ہے۔

سنت گئی اور بدعت آ گئی:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر آپ کوئی نیا کام دین میں ایجاد کریں گے یا دین میں شامل کر دیں گے تو اس کی پاداش میں آپ کے دل اور عمل سے کوئی نہ کوئی بڑی سنت نکل جائے گی۔

اور دل کی مثال ایک برتن کی سی ہے، اگر ہم اس میں کوئی بہترین چیز ڈالیں گے تو وہ اسی سے بھر جائے گا اور کسی رڈی اور نکمی چیز کے لیے اس میں کوئی گنجائش نہ رہے گی...... اور اگر ہم نے اسے کسی نکمی اور رڈی چیز سے بھر دیا تو پھر اس میں عمدہ، پاکیزہ اور خیر کی کسی چیز کے لیے کوئی جگہ نہیں رہے گی۔

اسی طرح اگر ہم نے اسے نبی ﷺ کی سنتوں سے بھر دیا تو بدعتوں کے لیے اس میں کوئی گنجائش نہ ہوگی، اور اگر آپ نے اس میں کوئی بدعت بھر دی تو سنت کی اس میں کیسے اور کہاں سمائی ہوگی؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کیا خوب فرماتے ہیں:

((تَجِدُ هٰؤُلَاءِ الْحَرِيْصِيْنَ عَلَى الْبِدَعِ عِنْدَهُمْ قُصُوْرٌ وَفُتُوْرٌ فِي اِتِّبَاعِ السُّنَنِ وَلَا يَكَادُوْنَ يَأْتُوْنَ بِهَا عَلَى الْوَجْهِ الْمَطْلُوْبِ.))

”آپ دیکھیں گے کہ بدعت کے رسیا لوگوں کو سنت پر عمل کی توفیق نہیں ملتی اور انھیں سنن نبویہ میں کوئی لطف ولذت نہیں آتی، اور نہ ہی انھیں مسنون ومطلوب انداز میں کر پاتے ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو مثلاً اگر کوئی شخص رجب کی ستائیسویں شب کو عبادت کرتا ہے یا کوئی ورد وظیفہ کرتا ہے، درود وسلام پڑھتا ہے تو یہ سب کام بدعت کے زمرے میں آتے ہیں...... اور اس کے دو سبب ہیں:

اول:...... رسول اللہ ﷺ سے کہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ ستائیسویں رجب ہی کو معراج پر گئے تھے۔ یہ حقیقت گم ہونے پر ان لوگوں کی ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے۔

دوم:...... اگر بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ آپ ﷺ ستائیسویں رجب کو معراج کے لیے گئے تھے......تو اس سے یہ کہاں اور کب ثابت ہوتا ہے کہ ہم اس شب میں عبادت کرنا شروع کر دیں؟ صحابہ کرام کو تو اس کا کوئی خیال نہ آیا۔ انہوں نے اس قسم کی کوئی عبادت کیوں نہ کی، جو تم کرتے ہو! ایک صاحبِ ایمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت ہی کی پیروی کرے۔

اگر ہم لوگ سلف صالحین یعنی صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلیں اور وہی طریقہ وعمل اختیار کریں جو انہوں نے کیا تھا، اور وہ سب چھوڑ چھاڑ دیں جو انہوں نے چھوڑا تھا، تو یقیناً ہم سب سے بڑھ کر سعادت منداور نیک بخت بن جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ .)) [1]

ظاہری افعال واعمال کے لیے بھی ایک اہم اور شاندار میزان وکسوٹی ہے جس طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .)) [2] ''یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

[1] صحیح البخاری: کتاب الصلح۔ باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، حدیث: ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم: کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة، حدیث: ۱۷۱۸.

[2] صحیح البخاری: کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث: ۱۔ صحیح مسلم: کتاب الامارة، قوله صلی اللہ علیه وسلم انما الاعمال بالنیات، حدیث: ۱۹۰۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطنی اعمال کے لیے میزان و کسوٹی ہے۔ کسی عمل کے بارگاہِ الٰہی میں قبول ہونے کے لیے دو باتیں اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایک: ...... عمل کی بنیاد اللہ عزوجل کی رضا اور اخلاص پر ہو۔

دوسرا: ...... اور وہ عمل رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنت اور طور طریقے کے مطابق ہو۔

بطور مثال:

نوجوانوں کے آپس میں کھیل کود وغیرہ میں دسیوں طرح کے مقابلے ہوتے ہیں، ان پر شرعاً کوئی اعتراض یا مواخذہ اور پکڑ نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں انسانی عادات اور معمولات کا حصہ ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں اللہ کی عبادت نہیں ہیں۔ نوجوانوں کے آپس میں کشتیوں کے مقابلے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو پچھاڑا جاتا ہے۔ اس میں کسی طرح کا کوئی ضرر یا نقصان نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی نقصان یا ضرر ثابت ہو تو ضرر کی وجہ سے یہ کام حرام کہا جائے گا، نہ کہ بدعت...... اس کا ناجائز ہونا اس کے ضرر اور نقصان کی وجہ سے ہوگا نہ کہ بدعت کی وجہ سے۔

بدعت بالعموم: ...... عبادات کے مسائل میں ہوتی ہے اور عادات یا انسانی معاملات میں اگر کوئی ضرر و نقصان ہو تو وہ ممنوع ہوتے ہیں بصورت دیگر نہیں، عادات اور انسانی معاملات بالعموم جائز اور حلال ہی ہوتے ہیں۔

مثلاً لباس: ...... خواہ عام معمولات اور عادات کے خلاف ہی ہو، بشرطیکہ شریعت نے اس سے منع نہ کیا ہو، تو ہم بھی اس پر کوئی انکار و قدح نہ کریں گے۔ اسی طرح اگر کسی کی عادت ہو کہ جونہی اس کے سر پر بال آئیں تو وہ انھیں منڈوا دیتا ہے، یہ اس کا اپنا ذاتی معاملہ اور عادت ہے۔ شریعت کی طرف سے اس پر کوئی گرفت نہیں۔ گرفت اور منع اس صورت میں ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر کے بال کچھ منڈے ہوئے ہیں اور کچھ چھوڑے ہوئے، تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِحْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ .)) ❶

''یا تو سارے ہی منڈوا ڈالو یا سارے ہی رہنے دو۔''

اگر یہ عادت عبادت سے متعلق ہوتی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام اسے فرماتے کہ تم نے بال کیوں منڈوائے ہیں، انھیں رہنے دو...... اسی لیے اہل علم کے راجح قول کے مطابق بال رکھنا یا منڈوانا آدمی کی اپنی عادات میں سے ہے، اگر چاہے تو رکھ لے......اور چاہے تو منڈوا لے۔

اسی طرح لباس...... اگر آدمی عام معاشرتی معمولی کے خلاف کوئی لباس پہنے لیکن شرعاً حرام نہ ہو، تو اس کا پہننا اس پہلو سے مناسب نہ ہوگا کہ کہیں وہ لباسِ شہرت نہ سمجھا جائے۔

اور لباسِ شہرت وہ ہوتا ہے جس سے انسان مشہور اور دوسروں سے الگ تھلگ نظر آئے۔ کہ یہ کپڑا تو فلاں کی طرح کا ہے۔ کبھی یہ ادنیٰ اور غیر معیاری بھی ہوتا ہے اور کبھی بہت اعلیٰ اور بڑھکیلا بھی۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے تو کہا ہے کہ اگر کوئی فقیر آدمی امراء اور اغنیاء کا سا لباس پہنے تو یہ اس کے حق میں لباسِ شہرت قرار پائے گا۔ بہر حال انسان کو اپنے معیار اور اپنے مناسب حال لباس پہننا چاہیے اور آج کل تو بحمد اللہ امیر غریب کے لباس میں کوئی خاص فرق نہیں رہ گیا ہے۔

الغرض اوپر جو اصول اور قاعدہ بیان ہوا ہے اس کی روشنی میں ۲۷ رمضان کو بالخصوص بیت اللہ میں عمرے کا اہتمام کرنا مستحب نہ ہوگا اور اگر کوئی ایسا کرے بھی تو بے دلیل ہوگا۔ رمضان میں لیلۃ القدر کی جو خصوصیت ہے اس کا تعلق قیام اللیل سے ہے نہ کہ عمرہ کرنے سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .)) ❷

---

❶ بلفظ ابو داود، (٤١٩٥) قال الألباني: صحيح وبمعناه صحيح بخاري كتاب اللباس (٥٩٢٠) صحيح مسلم، كتاب اللباس والترفية (٢١٢٠).

❷ صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب من صام رمضان ايمانا واحتسابا، حديث: ١٩٠١۔ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح، حديث: ٧٦٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے ایمان کی بنیاد پر اور اجر وثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا، اس کے سابقہ گناہ بخشش دے جاتے ہیں۔''

آپ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اس رات میں عمرہ کرے تو اس کے لیے یہ یہ ثواب وانعام ہے وغیرہ۔ بلکہ آپ ﷺ کا ایک الگ فرمان ہے کہ:

((عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً .)) [1]

''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔''

تو اس کے لیے رمضان کی سب ہی تاریخیں دن ہوں یا رات، برابر ہیں۔

الغرض ہم اپنے بھائیوں کو...... جو اللہ عزوجل کی رضا کے جویا ہیں...... نصیحت کرنا چاہیں گے کہ ضروری ہے کہ ان کے اعمال اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہوں، کسی عمل میں محض اخلاصِ نیت اور اللہ کی رضا کا پایا جانا اس کی قبولیت کے لیے کافی نہیں...... جیسے کہ بیان ہو چکا۔'' بلکہ سنتِ رسول کے مطابق ہونا بھی ازحد ضروری ہے۔''

مجھے سنت رسول میں کہیں ایسی بات نہیں ملی کہ ۲۷ رمضان کا عمرہ مستحب ہے۔ بلکہ یہ عام عمروں کی طرح ہی ہوگا۔ جیسے کہ رمضان میں اعتکاف کی فضیلت ہے اسی طرح عمرے کی بھی فضیلت عام ہی ہوگی، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ: ''رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔''

اور کسی مسلمان کے لیے یہ بات کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ وہ جذباتیت یا خود ساختہ فضائل کے تحت عبادت کرے، اور اس کے عمل کی کوئی شرعی بنیاد نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح سے عبادت تو بندے کی اپنی خواہش کی پیروی ہوگی نہ کہ شریعت کی۔ شریعت کی اپنی خاص حدود وقیود ہیں تاکہ لوگ گروہ بندیوں میں نہ پڑ جائیں، پھر ہر گروہ تو اپنے ہاں کی چیزوں پر ہی خوش ہوتا رہتا ہے۔

[1] سنن الترمذی: کتاب الصوم، باب عمرة رمضان، حدیث: ۹۳۹۔ سنن ابن ماجة: کتاب المناسك، باب العمرة فی رمضان، حدیث: ۲۹۹۱ (صحیح).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شب قدر اور مروجہ بدعات:

اور لیلۃ القدر صرف ستائیسویں شب کے ساتھ خاص نہیں۔ جیسے کے فرامینِ رسول سے واضح ہے کہ یہ ہر سال مختلف راتوں میں آتی رہتی ہے۔ کسی سال یہ تیئسویں رات میں ہوتی ہے تو کسی میں پچیسویں میں اور کبھی انتیسویں اور اٹھائیسویں میں بھی وغیرہ۔

صحیح مسلم و بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف فرمایا، اور مقصد لیلۃ القدر کی تلاش تھا، تو آپ اکیسویں کی رات کو صحابہ کے پاس آئے اور انھیں بتایا کہ میں لیلۃ القدر کی تلاش میں اعتکاف کیے ہوئے تھا، اور یہ مجھے آخری عشرے میں دکھلائی گئی ہے، مگر پھر بھلا دی گئی ہے...... اور اس بھلانے میں بھی بڑی حکمت تھی...... آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی صبح کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس رات بارش ہوئی، آپ نے فجر کی نماز پڑھائی تو میں نے آپ کی پیشانی پر پانی اور کیچڑ کے نشانات ملاحظہ کیے اور یہ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔

آپ نے فرمایا: ''اسے رمضان کی آخری پانچ راتوں میں تلاش کرو۔'' آخری چار میں تلاش کرو۔ [1]

یہ اور اس مضمون کی دیگر احادیث اس امر کی دلیل ہیں کہ لیلۃ القدر ستائیسویں کی رات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر سال بدلتی رہتی ہے۔ جبکہ اکثر عوام کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ستائیسویں کی رات کا بہت اہتمام کرتے ہیں، اس رات کو خاص عبادت کرتے ہیں جبکہ دوسری راتوں میں غفلت اور سستی کا شکار رہتے ہیں، حالانکہ عین ممکن ہے کہ شب قدر ان ہی راتوں میں ہو جن میں وہ غافل رہے۔ تو اس طرح یہ لوگ ایک بڑی خیر سے محروم ہو جاتے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الصوم، باب التحری لیلۃ القدر فی الوتر من عشر الاواخر، حدیث: ۲۰۲۱۔ ''فی رابعۃ تبقی'' کے الفاظ مجھے نہیں ملے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ چاہیے کہ انسان ان سب ہی راتوں میں بھرپور کوشش اور خوب محنت سے کام لے، دل لگا کر خشوع وخضوع سے عبادت اور دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا امیدوار رہے، حرام کھانے سے اجتناب کرے کیونکہ حرام خوری دعا کے قبول ہونے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

فرمان رسول اللہ ﷺ ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا .)) ❶

''اللہ عزوجل کی ذات پاک ہے اور وہ صرف پاک اور حلال چیزیں ہی قبول فرماتا ہے۔''

اسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مسافر کا ذکر فرمایا، جو طویل سفر میں ہو، بال اس کے بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوں، آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرے اور یارب، یارب! کی تکرار کے ساتھ دعا کرے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پہننا حرام کا، پینا حرام کا ہو اور حرام غذا کھائی ہو، تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو! ❷

دعا کی قبولیت کے اسباب:

آپ ﷺ نے دعا کی قبولیت کے اسباب شمار فرمائے یعنی:

- سفر: دعا کی قبولیت کا ایک متوقع موقع ہوتا ہے۔
- ظاہری پراگندگی، بال بکھرے ہونا، غبار آلود ہونا...... یہ چیزیں بندے کی بظاہر عجز و مسکینی کی علامت ہوتی ہیں۔

اور اس میں شبہ نہیں کہ جو آدمی اپنی خوراک یا لباس کا اہتمام کرنے کی بجائے اپنے دل کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو، وہ زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب، حدیث: ۱۰۱۵۔ مصنف عبدالرزاق: ۱۹/۵، حدیث: ۸۸۳۹۔

❷ صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب، حدیث: ۱۰۱۵۔ سنن الترمذی: کتاب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ البقرۃ، حدیث: ۲۹۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کرنا۔ اس میں بھی اللہ کے حضور احتیاج وفقر کا اظہار پایا جاتا ہے۔

❀ یا رب، یا رب! پکارنا...... اس اسم مبارک کے ساتھ اللہ کو پکارنا، اور اسے اس کے پاک ناموں کا وسیلہ دینا، اور اس کی صفات کو وسیلہ بنانا...... بالخصوص کہ وہ رب اور پالنہار ہے۔ اس کی خاص صفت ہے کہ وہ ہر لحظہ اور ہر لحاظ سے اپنے بندوں اور مخلوق کا خیال رکھتا ہے۔

ان سب امور کے بعد آپ نے فرمایا کہ جس کی دعا میں بظاہر قبولیت کی علامات اور اسباب جمع ہیں مگر اس کی خوراک، مشروب حتیٰ کہ لباس اور دوسری غذا اگر حرام کی ہو، تو اس کی وجہ سے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

لفظ "آنّیٰ" میں استفہام اور استبعاد کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یعنی بہت دور اور بعید از مکان ہے کہ اس کی دعا قبول ہو۔

حرام خوری اور دعا:

اس لیے برادر عزیز! خیال رکھیں کہ آپ کی خوراک میں کہیں سے کوئی حرام نہ در آئے۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ خنزیر کھانا ہی حرام ہے یا مردار حرام ہے یا شراب پینا حرام ہے۔ یہ چیزیں تو عین حرام ہیں۔ مگر بہت سی چیزیں بندے کے اپنے کردار اور برے عمل کی وجہ سے حرام بن جاتی ہیں۔ مثلاً کسی سے غصب شدہ اور چھینی ہوئی چیز، چوری کی ہوئی چیز...... بظاہر تو وہ حلال اور پاک ہوتی ہے مگر غصب اور چوری کے فعل نے اسے حرام بنا دیا ہوتا ہے۔ ایسے ہی سود لینے دینے والے کا معاملہ ہے۔ خواہ وہ اعلانیہ یہ کام کریں یا کسی حیلے سے...... اور ان امور میں حیلہ اور بہانہ کرنا علی الاعلان کرنے سے قبیح تر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں دو برائیاں جمع ہو جاتی ہیں۔

ایک خاص اُس چیز کا حرام ہونا اور دوسرا دھوکہ دینا اور اللہ عزوجل سے خیانت کرنا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کو کیا دھوکہ دے گا......؟! اپنے ہی آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ ایسے ہی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص ہے جو ملاوٹ اور دھوکے کا کاروبار کرتا ہے۔ اپنا مال دکھاتا تو بہت عمدہ اور خوبصورت ہے مگر دیتا نکما اور ردّی ہے۔

وہ خریدار اور گاہک سے پیسے تو عمدہ اور بہترین چیز کے لیتا ہے مگر اسے نکمی اور ردّی چیز تھما دیتا ہے، حالانکہ چیز اس قیمت کی نہیں ہوتی جو اس نے وصول پائی ہوتی ہے۔ دھوکے باز تاجر سمجھتا ہے کہ میں نے بہت نفع کما لیا ہے حالانکہ وہ بہت بڑے خسارے کا سودا کرتا ہے۔ کیونکہ قیامت والے دن مظلوم اس کی نیکیاں لے اڑے گا جبکہ یہ خود نیکیوں کا، اس سے بڑھ کر محتاج ہوگا اور پھر کسی صورت اپنے آپ کو چھڑوا نہیں سکے گا۔

نبی ﷺ ایک بار بازار میں ایک کھجوریں بیچنے والے کے پاس سے گزرے، آپ نے اپنا ہاتھ اس کی کھجوروں کے ڈھیر میں ڈال دیا، اور محسوس کیا کہ نیچے کی کھجوریں گیلی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے مال والے! یہ کیا؟'' تو اس نے کہا کہ جی اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تو ضروری تھا کہ وہ گیلی اور نکمی کھجوریں اوپر رکھتا تاکہ لوگ دیکھ لیں...... جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں!'' [1]

ایسے ہی جھوٹ بول کر، جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنا، اسے حرام بنا دیتا ہے۔ کوئی قسم اٹھا کر کہے کہ یہ چیز سو روپے کی ہے حالانکہ وہ پچاس روپے سے زیادہ کی نہ ہو۔ اسی طرح وہ لوگ جو بازار کے ریٹ سے آگاہ نہیں ہوتے، اکثر دھوکہ کھا جاتے ہیں...... الغرض اس طریقہ سے زائد رقم اینٹھ لینا ناجائز ہے۔ شیطان ایسے دکاندار کو دھوکا دلاتا ہے کہ خریدار نے تو اِسے اپنی مرضی اور پسند سے خریدا ہے مگر دیکھیے کہ اگر خریدار کو معلوم ہو جائے کہ اس کی اصل قیمت کم ہے تو وہ اسے اس قیمت پر ہرگز قبول نہ کرے گا جو اس سے بٹور لی گئی ہے۔ اس نے یہ مال خوشی اور رضامندی سے نہیں خریدا بلکہ جھوٹ فریب اور دھوکے کی بنا پر خریدا ہے۔

بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک دکاندار اپنا سودا ۱۰۰ سو روپے کا دے رہا ہوتا ہے

[1] صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم "من غش فليس منا"، حدیث: ۱۰۲۔ سنن الترمذی: کتاب البیوع، باب کراهية الغش في البيوع، حدیث: ۱۳۱۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے قریب ہی دوسرا وہی پچاس روپے کا دے رہا ہوتا ہے۔ تو یہ بہت بڑا فرق ہے جسے عرف قبول نہیں کرتا۔ مگر لوگ ہیں کہ اس طرح سے کاروبار کیے جا رہے ہیں اور اس پر راضی اور مطمئن بھی ہیں!

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عبادات میں بنیادی اصول ان کے منع اور نا کرنے کا ہے حتیٰ کہ ان کے مشروع اور جائز ہونے کی کوئی دلیل آ جائے۔

اور جو کوئی اللہ کے دین میں نئی بات ایجاد کرے یا داخل کرے جو اپنی اصل کے لحاظ سے دین میں سے نہ ہو تو وہ اپنے ایجاد کرنے والے اور داخل کرنے والے پر ہی لوٹ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دین کی وہی بات قبول فرماتا ہے جو خود اس نے مشروع اور جائز فرمائی ہے۔ اور اس کے ساتھ ضروری ہے کہ عمل پورے اخلاص کے ساتھ اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کی سنتِ طیبہ کے مطابق ہو![1]

---

[1] اس حدیث کی مزید شرح و تفصیل دیکھنے کے لیے "جامع العلوم والحکم بشرح خمسین حدیث من جوامع الکلم" (ابن رجب) میں حدیث نمبر پانچ کا مطالعہ مفید ترین رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم:

سوالات وفتاویٰ

بدعتیوں کے ساتھ کس طرح کا میل جول رکھیں؟ قطع تعلقی کیسی ہے؟:

سوال (۱): ...... شیخ محترم! ایک متبع سنت انسان کو کسی بدعتی آدمی کے ساتھ کس طرح کا میل جول رکھنا چاہیے۔ کیا ایسے شخص سے قطع تعلقی کر لینا جائز ہے؟

جواب: ...... بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت مُکفِّرہ اور بدعت مُفَسِّقہ۔

دونوں ہی صورتوں میں ہم پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں، حق وصواب کی دعوت دیں اور ہر اعتبار سے ان کے لیے حق اور سچ کو واضح کرنے کی کوشش کریں، نہ کہ ان کے ساتھ لڑنے لگ جائیں سوائے اس کے کہ قبولِ حق سے بالکل ہی اعراض واستکبار کے بعد کی کوئی صورت ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

”اور ان لوگوں کو گالی مت دو جو اللہ کے علاوہ کو پکارتے، پوجتے ہیں، ورنہ وہ بھی عداوت وجہالت سے اللہ تعالیٰ کو گالی دینے لگیں گے۔“ (الانعام: ۶/ ۱۰۸)

سو ایسے لوگوں کو پہلے بیانِ حق اور دلائل کی وضاحت کے ساتھ حق وصواب کی دعوت دینا ضروری ہے اور ہر صاحبِ فطرت سلیمہ حق کو یقیناً قبول کر لیتا ہے۔ اس کے بعد ان کی جانب سے اگر ہٹ دھرمی اور تکبر کا اظہار ہو تو ان کے غلط اندازِ فکر اور باطل عمل (بدعتی کام کو) کھول کر بیان کیا جائے۔ جھگڑا یا لڑائی کیے بغیر ان کے باطل کا بیان امر واجب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عید میلاد النبی منانے کا کیا حکم ہے؟:

سوال (۲) : ......شیخ محترم! اللہ آپ کو جزائے خیر دے میلادِ نبوی منانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ......رسول اللہ ﷺ کی شبِ ولادت کی تاریخ حتمی اور متعین طور پر معلوم نہیں ہے۔ دورِ حاضر کے بعض محققین کی تحقیق یہ ہے کہ ۹ ربیع الاول آپ کی تاریخ ولادت ہے، ۱۲ ربیع الاول نہیں۔ تو اس طرح ۱۲ ربیع الاول کو میلاد منانے کی کوئی شرعی اصل اور دلیل نہیں رہتی۔ مزید براں کہ یہ تاریخی اعتبار سے بھی ثابت نہیں ہے۔

دوم:......شرعی اعتبار سے اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے کیونکہ اگر یہ شرعی طور پر، فی الواقع کوئی دین کا مسئلہ ہوتا تو رسول اکرم ﷺ اسے ضرور خود مناتے یا امت کو اس کی تلقین فرماتے۔ اگر آپ نے یہ دن منایا ہوتا اور صحابہ کرام کو اس کی ہدایت کی ہوتی تو یہ بات ضرور کتب حدیث میں محفوظ ہوتی۔ کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ۝﴾ (الحجر: ۱۵/ ۹)

''ہم ہی نے یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

لیکن جب ایسا کچھ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے دین میں سے نہیں ہے، جب یہ دین کا مسئلہ نہیں تو کسی طرح جائز نہیں کہ اسے ایک عبادت اور تقربِ الٰہی کا ذریعہ بنا لیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قرب وتقرب کے اصول اور ضابطے واضح فرما دیے ہوئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے بیان ہوئے ہیں۔ تو ہمارے لیے کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ ان سے ہٹ کر کوئی نئی بات یا عمل ایجاد کر لیں!!!

ہم اللہ عزوجل کے بندے اور اسی کے مطیع فرمان ہیں۔ ہم اپنی طرف سے کیونکر کوئی عمل اختیار کر سکتے ہیں...... جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا نہیں یا کیا نہیں......اور پھر ہم دعویٰ بھی کریں کہ یہ عمل ہمیں اللہ کے قریب کرنے والا ہے؟!

یہ تو اللہ عزوجل کے متعلق بھی ایک بڑی بے ادبی اور جرأت ہوگی کہ اس کے دین میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی ایسی اپج نکالیں جو اس میں سے نہیں ہے، اس میں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان:
﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾

(المائدہ: ۵/ ۳)

''میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی ہے۔''

کی تکذیب ہے۔ ان لوگوں کے خیال بموجب میلاد نبی، دین کے کمال اور کامل ہونے کا عمل ہے، اگر فی الواقع ایسے ہی ہے تو ضروری ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے موجود ہوتا۔ اگر یہ دین اور اس کے کمال میں سے نہیں ہے تو ناممکن ہے کہ یہ دین کا حصہ ہو۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور اس کا فرمان سراسر سچ ہے کہ ''میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین کامل اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی ہے۔''

اور اگر اس کے باوجود بھی کسی کا دعویٰ ہو کہ یہ چیز دین کے کمال اور پورے ہونے میں سے ہے حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک نیا عمل ہے۔ تو اس کی یہ بات مذکورہ بالا آیات اور فرامین باری تعالیٰ کی کی روشنی میں مردود ہے۔

ہمیں تسلیم ہے اور اس حقیقت میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ میلاد مناتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم کی نیت سے ایسا کرتے ہیں کہ اس سے عام لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور لگاؤ کے جذبات کو مہمیز ملتی ہے...... مگر خیال رہے کہ یہ چیزیں معنوی طور پر عبادت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت بھی اللہ عزوجل سے محبت کا حصہ ہے (کہ آپ اللہ کے رسول اور اس کے دین کے پیغامبر ہیں) اس محبت کے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ آنجناب علیہ السلام مسلمان بندے کے نزدیک اس کی اپنی جان، اولاد اور والدین سے بڑھ کر محبوب نہ بن جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر عبادت میں سے ہے، اس کے لیے لوگوں کے جذبات کو آپ کی سنت کی طرف ابھارنا دین ہے کیونکہ اس سے شریعت کی طرف میلان اور شوق بڑھتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جب یہ عمل عبادت کا حصہ ہے تو قطعاً جائز نہیں کہ دین وشریعت میں کوئی اضافہ کیا جائے...... اس سے معلوم ہوا کہ میلاد منانا بدعت اور حرام ہے۔

علاوہ ازیں ہم سنتے ہیں کہ ان مجالس میں بڑے بڑے غلط اور برے کام بھی ہوتے ہیں جو نہ شریعت میں جائز ہیں اور نہ ہی کوئی فطرت سلیم انھیں قبول کرتی ہے۔

یہ لوگ گانوں کے انداز میں نعتیں پڑھتے ہیں، اور نعتیں بھی ایسی کہ ان میں بے انتہا غلو ہوتا ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ اللہ عزوجل سے بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ سنا ہے کہ ان سے کئی عجیب طرح کی بیوقوفیاں بھی سرزد ہوتی ہیں۔ مثلاً جب کوئی بیان کرنے والا اس مقام پر پہنچتا اور ذکر کرتا ہے کہ آپ پیدا ہو گئے، تو حاضرین مجلس سب کے سب یکا یک کھڑے ہو جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح آ گئی ہے، وہ حاضر ہو گئی ہے، اس کے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ایک بڑی احمقانہ بات ہے۔ شرعاً یہ کوئی ادب نہیں ہے کہ اس روح کے لیے یا کسی اور کے لیے کھڑا ہوا جائے۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے لیے اس طرح سے کھڑا ہونا بہت برا جانتے تھے۔

صحابہ کرام جو ہم سے کہیں بڑھ کر آپ ﷺ کی تعظیم کرنے والے تھے، آپ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے تھے، وہ تو آپ کے لیے کھڑے نہ ہوتے تھے، کیونکہ آنحضور اپنی حیات مبارکہ میں اسے برا جانتے تھے۔ تو اس طرح کے خیالات واعمال کی اب کیا ضرورت ہے اور ان کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

اور تاریخی حقیقت یہ ہے کہ یہ بدعت (بدعتِ میلاد) رسول اللہ ﷺ سے تین صدیاں گزرنے کے بعد شروع ہوئی اور یہ تین صدیاں (خیر القرون) وہ ہیں جن کی فضیلت آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی زبان سے خود بیان فرمائی ہے۔ یہ بدعت شروع ہوئی تو ساتھ اور بھی کئی غلط کام شروع ہو گئے، جو اصول دین کے خلاف ہیں۔ ان محافل میں عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے، جو کسی صورت جائز نہیں اور یہ ایک بہت بری سماجی قباحت بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعتی صوفیوں کے ورد وظیفوں کا کیا حکم ہے؟:

سوال (۳): ...... شیخ صاحب کی خدمت میں ایک کارڈ پیش کیا گیا، جس میں کسی بدعتی صوفی نے کچھ وِرد وظیفے لکھے اور جمع کیے تھے ...... پوچھا گیا کہ ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: ...... مجھے ایک کارڈ دکھایا گیا ہے جس میں کچھ اوراد اور وظائف ہیں، ان کی شرعی حیثیت کے متعلق دریافت کیا گیا ہے..... تو میں بیانِ عدل اور حق بات کو ظاہر کرنے کی غرض سے بالاختصار عرض کرتا ہوں کہ:

① اس میں اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جو بالکل حق اور سچ ہے۔ لیکن یاد رکھیے اللہ کا ذکر عبادت ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب وتقرب حاصل ہوتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس کے لیے وہی راہِ عمل اختیار کی جائے جو اللہ کی شریعت اور قانون خداوندی میں ہے۔ ذکرِ الٰہی کے لیے ایک تو اخلاص اور رضا الٰہی کا ہونا شرط ہے اور دوسرا یہ کہ یہ ذکر اور وظیفہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی کے مطابق ہو۔ اسی بنیاد پر ہی ہماری توحید ورسالت کی گواہی صحیح ثابت ہوسکتی ہے یعنی:

((أَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ .))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

اور یاد رکھیے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی اس وقت تک معتبر اور قابل قبول نہیں ہوسکتی جب تک کہ عبادت کا عمل اپنے (۱) سبب (۲) جنس (۳) مقدار (۴) کیفیت اور (۵) زمان ومکان کے لحاظ سے شریعت کے اصولوں پر نہ ہو۔

ان امور کی تفصیل اور وضاحت ابھی آپ کے سامنے آ رہی ہے۔ (ان شاء اللہ) سو ان اصولوں کے تحت اس کارڈ پر پیش کیے گئے اذکار اور وظیفے اللہ عزوجل کے قرب وتقرب اور پسندیدگی کا باعث نہیں بن سکتے۔

ایک مناسب حد تک دینی علم ومعرفت رکھنے والا آدمی بآسانی تحقیق کرسکتا ہے کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذکار سنتِ نبویہ سے ثابت ہیں یا نہیں؟ .... ان کی گنتی اور عدد جو مرتب کرنے والے نے متعین کیے ہیں، یا وہ وقت جو ان صاحب نے ان کے لیے مخصوص کیا ہے کہ فلاں ذکر رات کو ہو، فلاں صبح کو ہو، شریعت میں کہاں ہے اور یہ شرط کہاں ہے کہ پہلے فاتحہ ضرور پڑھی جائے؟۔

② اس کارڈ میں ہے کہ نبی ﷺ کے لیے فاتحہ پڑھی جائے۔ اگر آپ کے حضور سے مراد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت لی ہے یعنی یہ کہ انسان فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب نبی ﷺ کے لیے ہدیہ کرے، تو یہ ایک ایسی بدعت ہے جس سے صحابہ کرام قطعاً نا واقف تھے، اور نہ انہوں نے کبھی یہ کام کیا۔ اور ایسا کرنے والے کی جہالت بلکہ حماقت کا اندازہ لگائیے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وہی اجر وثواب ملے جو ایک عام امتی کو ملتا ہے.....؟ کیونکہ آپ ہی تو تمام نیکیاں اور بھلائیاں بتانے والے اور ان کی رہنمائی کرنے والے ہیں اور جو بتانے والا اور رہنمائی کرنے والا ہوتا ہے، اسے اس نیکی کے کرنے والے کے ہدیہ کیے بغیر ہی کرنے والوں کا ثواب مل جاتا ہے!

اگر ان کے ذہن میں یہ بات ہو کہ نبی ﷺ اس شخص یا ان لوگوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں، تو یہ عقیدہ ایک بڑی آفت اور مصیبت ہے۔ بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ تو حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی آپ اپنی قبر سے نکلتے ہیں۔ البتہ بعثتِ قیامت کے وقت ضرور اٹھائے جائیں گے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنَٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾﴾

''اسی (زمین سے) ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔'' (طٰہٰ: ۲۰/ ۵۵)

اور فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴿١٦﴾﴾

(المؤمنون: ۲۳/ ۱۵۔ ۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر اس کے بعد تم مرجاتے ہو پھر قیامت کے دن اٹھا کھڑے کیے جاؤ گے۔''

یہ مسئلہ اور معاملہ تمام ہی لوگوں کے لیے ہے اور سب سے بڑھ کر معزز اور اشرف پہلے مخاطب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اسی لیے تو آپ سے کہا گیا:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ ﴾ (الزمر: ۳۹/ ۳۰-۳۱)

''(اے پیغمبر!) تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور جھگڑو گے (اور اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا)۔''

③ اس کارڈ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ''ھُو'' کا ذکر ہے اور اس کی تفسیر کی گئی ہے کہ ''وہ ذات جو حاضر ہے، کبھی غائب نہیں ہوتی۔''

اس کے مرتب کرنے والے کا یہ دعویٰ کہ یہ لفظ اسماء حسنیٰ میں سے ہے، بالکل غلط اور پوچ ہے۔ بلکہ محض جہل وعدوان پر مبنی ہے۔ جہالت اس لیے کہ یہ لفظ ایک ضمیر (غائب) ہے، اس کا معنی صرف ''وہ'' ہوتا ہے جس کی طرف کلام میں اس سے اشارہ کیا جائے اور مراد لیا جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے تو بہت سے نام ہیں اور سب ہی خوبصورت ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۸۰)

''اللہ کے تو پیارے پیارے نام ہیں اسے ان ہی سے پکارو۔''

جنہیں اکثر مسلمان جانتے ہیں، مگر ان میں ''ھُــوْ'' کوئی نام نہیں۔ بھلا کوئی سمجھ دار، صاحب علم اس طرح سے کہتا یا پکارتا ہے: ''یَـا ھُـوْ اِغْـفِرْلِیْ'' ''اے ھو! (وہ) مجھے بخش دے۔'' کیا کوئی شخص بسم اللہ کی بجائے بِسْمِ ھُوْ کہہ سکتا ہے۔

اور یہ دعویٰ عُـدْوَان (حد سے بڑھنا اور ظلم) اس لیے ہے کہ اللہ کا کوئی ایسا نام بتانا جو اس نے اپنے لیے اختیار نہیں فرمایا، بہت بڑا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بے جانے، بغیر علم کوئی بات کہہ دینا حرام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾﴾ (الاعراف: ۷/ ۳۳)

''کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے، اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔''

پھر یہ (کارڈ والا) آدمی اس کی تفسیر وتشریح یوں کرتا ہے کہ ''وہ حاضر ہے غائب نہیں۔'' یہ اس شخص کا عربی زبان سے جاہل ہونے کے ساتھ ساتھ جھوٹ بھی ہے۔ ''لفظ ھُوْ'' ضمیر واحد غائب ہے۔ ضمیر حاضر نہیں اور جو اس کا ترجمہ ''حاضر'' کرے وہ عربی زبان سے نرا جاہل ہے اور اس کی جہالت ہی نے اس سے یہ معنی کروایا ہے اور یہ شخص ایک بڑا مفتری اور بہتان تراش ہوگا اگر اس نے اللہ عزوجل کے متعلق افترا (جھوٹ باندھنا) کرنا چاہا ہے اور عربی زبان کے متعلق بھی۔

④ اس نے اللہ عزوجل کے اسم مبارک ''الواحد'' کا ترجمہ یہ کیا ہے اس کا کوئی دوسرا نہیں۔ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ اس کا صحیح معنی ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں، کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے، وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا بیان اس کارڈ میں دی گئی تشریح سے کہیں بڑھ کر بلیغ ہے۔

⑤ اس صاحب نے ''العزیز'' کا معنی ومفہوم یہ بتایا ہے کہ اس کا کوئی مثل ونظیر نہیں۔ یہ اس کی علمی کمی، کوتاہی اور جہالت ہے۔ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ ''وہ غالب ہے، ایسا غالب کہ کوئی اس پر کسی طرح غلبہ نہیں پا سکتا۔''

⑥ اس نے ''القیوم'' کی توضیح میں کہا ہے کہ وہ مخلوقات کے لیے اسباب قائم فرماتا اور مہیا کرتا ہے۔ یہ ترجمہ وتوضیح غلط ہے اس کی صحیح شرح یہ ہے کہ ''وہ بذاتِ خود قائم ہے، کسی دوسرے کا کسی طرح محتاج نہیں، اور دوسروں کا نگران ہے۔'' جیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ﴾ (الرعد: ۱۳/ ۳۳)

''تو کیا جو ہر متنفس (جاندار و ذی روح) کے اعمال کا نگران ونگہبان ہو (وہ بتوں کی طرح بے علم و بے خبر ہوسکتا ہے؟)۔''

اس اسم مبارک کا یہ ترجمہ کہ وہ مخلوقات کے لیے اسباب مہیا کرنے والا ہے، از حد ناقص ترجمہ ہے۔

⑦ اس کارڈ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے صلاۃ (درود) کے ایسے بدعی الفاظ ذکر کیے گئے ہیں، جن کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔ مثلاً:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللهِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللهِ .))

⑧ اس میں اس کا مرتب کرنے والا تاکید کرتا ہے یہ صلاۃ (درود) ان ہی الفاظ کے ساتھ ہر فرض نماز کے بعد تین بار پڑھا جائے یعنی:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ حُرُوفِ الْقُرآن حَرْفًا حَرْفًا، وَعَدَدَ كُلِّ حَرفٍ اَلْفًا اَلْفًا، وَعَدَدَ صُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ صَفًّا صَفًّا، وَعَدَدَ كُلِّ صَفٍّ اَلْفًا اَلْفًا، وَعَدَدَ الرِّمَالِ ذَرَّةً ذَرَّةً وَعَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ اَلْفَ اَلْفِ مرةٍ، عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ، وَجَرٰی بِهٖ قَلَمُكَ، وَنَفَذَ بِهٖ حُكْمُكَ، فِي بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَسَائِرِ خَلْقِكَ، عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ الْقَدِيْمُ مِنَ الْوَاجِبِ، وَالْجَائِزِ وَالْمُسْتَحِيْلِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ .))

یہ سب صیغے اور کلمات غیر مسنون اور باطل کلمات ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو یہ کلمات ہرگز نہیں سکھائے۔ حالانکہ صحابہ کرام نے آپ سے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں سکھائیے ہم آپ کے لیے سلام اور کیسے صلاۃ (درود) پڑھیں؟۔ تو آپ نے فرمایا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کہا کرو، (یعنی درودِ ابراہیمی):

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.))

''اے اللہ! صلاۃ (خاص الخاص رحمت) نازل فرما محمد اور آل محمد پر، جیسے کہ تو نے درود نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر، بلاشبہ تو بڑا ہی تعریف کیا گیا اور عالی شان بزرگی والا ہے۔ اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی ہے، بلاشبہ تو بڑا ہی تعریف کیا گیا اور عالی شان بزرگی والا ہے۔''

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ یہ وِرد، وظائف اور درود وسلام کے الفاظ ایک طرف غلط اور برے ہیں تو دوسری طرف سنت صحیحہ سے ثابت شدہ الفاظ سے لوگوں کو رد کنے والے ہیں۔

تو اے صاحبِ ایمان بندو! ہمیشہ بدعت سے متنبہ اور ہوشیار رہو! بلاشبہ ہر بدعت، ضلالت وگمراہی ہے اور ہر ضلالت وگمراہی انجام کار آگ میں لے جانے والی ہے۔ جیسے کہ نبی ﷺ اور آپ کے متبعین بالاحسان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ

وصلّی اللہ علی النبی محمد وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین

ترجمہ نگار......

العبد...... ابو عمار عمر فاروق السعیدی

جمعہ، یکم شوال ١٤٣٤ھ

جامعہ مرآۃ القرآن والحدیث

منڈی وار برٹن

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دارالابلاغ کی انمول پیشکش

مثالی مسلمان مرد اور مثالی مسلمان عورت

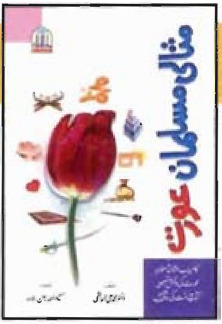

کتاب و سنت کی روشنی میں

دولہا و دلہن

کے لیے انمول تحفہ

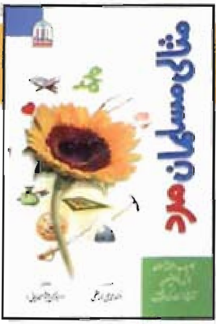

نئی زندگی کی ابتدا کرنے والے نوبیاہتا جوڑوں و مسلمان مردوں اور عورتوں کیلیے

کامیاب ازدواجی زندگی گذارنے کے لیے انمول راہنمائی اور مسرت و شادمانی کے سربستہ راز

خاندان کی اسلامی تربیت کیلیے بہترین کتاب اور سلگتے معاشرتی مسائل و ناہمواریوں کا آئینہ

قلم کے آنسو

جلد اول، دوم، سوم

یہ کتاب پڑھتے ہی آپکی آنکھیں آنسو بہانا شروع کر دیں گی

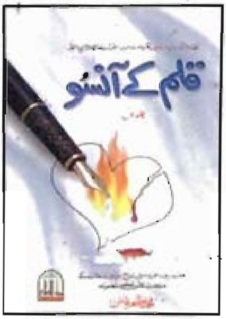

پتھر دلوں کو موم کرنے کیلیے بے نظیر عطر

''قلم کے آنسو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جب شروع کی تو ختم ہونے تک ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہا۔ تمام والدین کو یہ کتاب اپنی بیٹیوں کو جہیز میں دینی چاہیے''

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان

دارالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ